ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔ جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال13-2012

ضمنی مطالبات زر برائے سال13-2012 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر1	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کا صفحہ 1ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر2	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو52لاکھ،32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مداسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال13-2012کا صفحہ 2 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر3	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو12کروڑ،94لاکھ،87ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات3تا 5ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر4	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک ارب،15کروڑ،63لاکھ،15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات6تا7ملاحظہ فرمائیں۔

729

مطالبہ نمبر5	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو2۔ارب،33کروڑ،81لاکھ،71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 8تا23 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر6	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو5کروڑ،87لاکھ،48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 24تا33 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر7	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3۔ارب،44کروڑ، 70لاکھ،41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 34تا66 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر8	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ،17لاکھ،50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کا صفحہ 67 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر9	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو9۔ارب،95کروڑ،12لاکھ،43ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 68تا96 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر10	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب،86کروڑ،52لاکھ، 19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2011-12 کے صفحات 97تا183 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر11	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو43کروڑ،87لاکھ،71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 184تا190 ملاحظہ فرمائیں۔

730

مطالبہ نمبر12	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو10 کروڑ،85لاکھ،7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدزراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 191تا198ملاحظہ فرمائیں
مطالبہ نمبر13	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو6 کروڑ،3لاکھ،27ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 199تا200ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر14	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو34لاکھ،48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدامداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 201تا202ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر15	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو29 کروڑ،34لاکھ، 69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 203تا207ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر16	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو8 کروڑ،36لاکھ،90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدمتفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 208تا222ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر17	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو35 کروڑ،21لاکھ،21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال13-2012کے صفحات 223تا234ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر18	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک ارب،92کروڑ،98لاکھ،14ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 235تا237 ملاحظہ فرمائیں۔

731

مطالبہ نمبر19	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3-ارب،59کروڑ،14لاکھ،66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 238تا243ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر20	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو8-ارب،67کروڑ،31لاکھ،90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کا صفحہ 244 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر21	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ،86لاکھ،29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 245تا246ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر22	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو9-ارب،58کروڑ،19لاکھ،80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 247تا338ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر23	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو10کروڑ،86لاکھ،16ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 339تا343 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر25	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 345تا346 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر26	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کا صفحہ 347ملاحظہ فرمائیں۔

732

مطالبہ نمبر 27	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کا صفحہ 348 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 28	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کا صفحہ 349 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 29	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 350 تا 375 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 30	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 376 تا 383 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 31	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 384 تا 394 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 32	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 395 تا 404 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 33	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 405 تا 407 ملاحظہ فرمائیں۔

733

مطالبہ نمبر34	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 408تا409 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر35	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹوروں اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کا صفحہ 410 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر36	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 411تا521 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر37	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 522تا528 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر38	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کا صفحہ 529 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر39	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 530تا531 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر40	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 532تا545 ملاحظہ فرمائیں۔

734

مطالبہ نمبر41	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 546 تا586 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر42	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 587تا590 ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 13-2012 ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 13-2012 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

736

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

ہفتہ،29۔جون2013

(یوم السبت،19۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر42منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾

سُوۡرَۃُ آل عِمرَان آیات31تا32

(اے پیغمبرؐ لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (31) کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔(32)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے
میں صرف دیکھ لوں اک بار صبح طیبہ کو
بلا سے پھر میری دنیا میں شام ہو جائے
حضورؐ آپ جو سن لیں تو بات بن جائے
حضورؐ جو آپ کہہ دیں تو کام ہو جائے
حضورؐ ایسا کوئی انتظام ہو جائے

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 13/18 شیخ علاؤالدین کی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو next week تک pending فرمادیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر تحریک التوائے کار نمبر 13/7 جو پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں تھی اس کو دیکھ لیجئے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ نے اس کو بھی یکم جولائی 2013 تک pending فرمایا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا یہ اجلاس یکم جولائی تک چلے گا؟

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: یہ جو burning issue پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر ابھی بحث نہ کریں، آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جب تحریک کا جواب نہیں آئے گا تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا جواب اس لئے نہیں آیا کہ اس کی تاریخ یکم جولائی 2013 رکھی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس کی تاریخ آج رکھی ہوئی ہے اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: پھر ان سے پتا کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 13/18 کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے humble submission کی ہے کہ اس کو بھی next week یکم جولائی تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/19 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس میں بھی میری گزارش ہو گی کہ اس کو بھی next week یکم جولائی تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: میں نے تو اس کو یکم جولائی تک pending نہیں کیا تھا اس کو تو آج کے لئے pending کیا گیا تھا۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں آج آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس کو یکم جولائی تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ یکم جولائی تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/22 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس میں بھی میری گزارش ہو گی کہ اس کو بھی next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ next week سے مراد کون سا دن ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!آپ جو مرضی تاریخ رکھ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، جو مرضی نہیں بلکہ آپ بتائیں کہ کون سے دن کے لئے pending کیا جائے؟ اس وقت تک جواب آنا چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کو Tuesday تک کے لئے pending فرمادیں اس کا جواب آجائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ساڑھے 8 سو کنال کینٹ کی زمین ہے جس کا یہ معاملہ ہے جو خورد برد ہو رہی ہے۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ trust is always trust یہ ساڑھے 8 سو کنال ہندو اوقاف کی زمین ہے جو ارب ہا روپے کی ہے۔ اس کے علاوہ جو میں نے دریائے راوی کے بارے میں گزارش کی تھی وہ بھی سب pending ہیں۔ یہ تمام تحاریک lapse کر جائیں گی کیونکہ میرا نہیں خیال کہ اجلاس یکم جولائی تک چلے گا۔ اس کو آپ دیکھ لیجئے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کا خیال میرے خیال میں ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ جو فرما رہے ہیں وہ ٹھیک ہے لیکن آپ دیکھ لیجئے کہ یہ اہم معاملات ہیں، جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کو تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 25/13 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن موکل اور ڈاکٹر محمد افضل کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو بھی Tuesday تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کو بھی Tuesday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 41/13 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن موکل کی طرف سے ہے۔

لاہور اور دوسرے شہروں میں بچے اور نوجوان نہروں میں نہاتے ہوئے ڈوب کر مرنے سے عوام میں خوف وہراس کا پایا جانا

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے میں پڑھ دیتا ہوں۔

اس ضمن میں عرض ہے کہ اندرون شہر سے گزرنے والی نہروں پر لوگوں کے نہانے کی وجہ سے آئے دن حادثات سے بچاؤ کے لئے محکمہ انہار نے مورخہ 18-06-2013 کو اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو مطلع کیا کہ نہر میں نہانا حادثات کا موجب بن سکتا ہے لہذا نہر میں نہانا منع ہے۔ عوام الناس کو فلیکس بورڈ اور سرخ جھنڈیوں سے بھی نہر میں نہ نہانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں خطرناک مقامات پر نہانے پر منجانب ضلعی انتظامیہ سیکشن 144 کا نفاذ عمل میں لایا گیا ہے۔ دیگر حفاظتی اقدامات اور life saving guards کی تعیناتی کرنا شہروں کی مقامی انتظامیہ سٹی

گورنمنٹ کا کام ہے اس کے لئے نقول اشتہار حکم نفاذ دفعہ 144 اور حفاظتی اقدامات کی تفصیل اور تصاویر میرے پاس موجود ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں ہر طریقے سے کوشش کی جا رہی ہے کہ جو بچے نہروں پر نہانے جاتے ہیں وہاں پر ہم نے دفعہ 144 کا نفاذ کیا ہے اور بذریعہ میڈیا بھی اس پر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو press نہیں کرتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 13/49 میاں محمود الرشید، ڈاکٹر مراد راس اور سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری humble submission ہے کہ اس کو بھی pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: pending کا مطلب کیا ہے، کیا اس کا مطلب next working day ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، next working day

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/50 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس میں بھی میری گزارش ہے کہ اس کو next working day تک pending فرمادیا جائے۔

جناب سپیکر: working day پھر Monday آئے گا، یہ دیکھ لیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو Tuesday تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کا subject same ہی ہے لہذا اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو Tuesday تک pending فرمادیں تاکہ اس کا جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: چونکہ ان تحاریک کا جواب ایک جیسا ہی آنا ہے اس لئے اس تحریک کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/52 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔

جڑانوالہ کے نواحی گاؤں 53گ ب ڈھیسیاں میں دکاندار کے ہاتھوں آٹھ سالہ طالب علم کی ہلاکت

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر52/13 کا جواب آگیا ہے۔ یہ اس بچے کے بارے میں ہے جو برف لینے کے لئے گیا تھا اور اس کو سؤا مار دیا گیا۔ اس کے بارے میں مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ:

مدعی عبدالغفار ولد ابراہیم قوم ارائیں سکنہ چک نمبر 53 گ ب نے درخواست دی کہ سائل چک نمبر53 گ ب کا رہائشی ہے۔ مورخہ 2013-06-09 کو مغرب ویلا میں، برادر محمد یونس، سردار محمد ولد نعمت اللہ قوم ارائیں اور میں دکان ہذا ڈاکٹر شوکت کے باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص الزام علیہ محمد اشفاق عرف کالا کی ریڑھی پر آیا اور برف مانگی۔ الزام علیہ مذکورہ برف توڑنے لگا تو میرے بیٹے نے برف کی چھوٹی سی ٹکڑی اٹھا کر کھالی۔ اس نے میرے بیٹے کو گالی دی اور سؤا مارا وہ سؤا میرے بیٹے کے سر کے پچھلے حصے پر لگا جس پر میرا بیٹا شدید مضروب ہو کر گر گیا۔ ہم نے بچے کو سنبھالا اور برائے علاج معالجہ سول ہسپتال جڑانوالہ لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کو الائیڈ ہسپتال فیصل آباد refer کر دیا امروز میرا بیٹا زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ اس کا مقدمہ نمبر 288، under section 302 مورخہ 2013-06-10 تعزیرات پاکستان تھانہ صدر جڑانوالہ درج رجسٹرڈ ہوا۔ ملزم محمد اشفاق عرف کالا کو مقدمہ ہذا میں حسب ضابطہ گرفتار کر کے جسمانی ریمانڈ حاصل کیا اور مورخہ 2013-06-14 کو ملزم محمد اشفاق عرف کالا ریمانڈ جسمانی کی نشاندہی پر آلہ قتل "سؤا برف والا آہنی" برآمد کر کے قبضہ پولیس لیا گیا۔ ملزم محمد اشفاق عرف کالا کو حقیقی گنہگار پاکر مورخہ 2013-06-16 کو پیش عدالت کرنے کے بعد حصول ریمانڈ جوڈیشل 14 یوم بند حوالات جوڈیشل کروایا اور مذکورہ ملزم کے خلاف چالان مرتب کر کے داخل عدالت کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، Not pressed. Dispose of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 56/2013 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور سردار وقاص حسن خان مؤکل صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو بھی next Tuesday تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اسے pending کیا جاتا ہے۔ next تحریک التوائے کار نمبر 61/2013 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! عدالت عظمیٰ کے حکم کے مطابق فیسکو نے یکساں لوڈ شیڈنگ کرتے ہوئے۔

جناب سپیکر: Sorry اس کو pending کیا تھا لیکن یہ پڑھی نہیں گئی تھی۔ آپ نے pending کروائی تھی لیکن یہ پڑھی نہیں گئی۔ آپ نے پہلے دیکھ لی تھی۔ میرے خیال میں اب اس کو next working day کے لئے pending کرتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 64/2013 پڑھی گئی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ بھی same ہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ ابھی پڑھی نہیں گئی اس کو چھوڑیں۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 80/2013 میاں محمد اسلم صاحب کی طرف سے ہے یہ پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو Tuesday تک pending فرما دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس دن میں نے اس bridge/flyover کے حوالے سے request متعلقہ منسٹری تک پہنچائی تھی کہ مہربانی۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! ان کا جواب آنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس کا جواب آنے تک کتنی اور جانیں ضائع ہونی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، till Tuesday pending کی جاتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس flyover کو بنے ہوئے ابھی کچھ عرصہ ہوا ہے اور پندرہ سے بیس افراد اوپر سے گر کر لقمہ اجل بن چکے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا جواب آنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں عرض یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس کا باقی جواب جیسے مرضی آئے صرف متعلقہ وزیر صاحب اپنے سٹاف کو کہہ کر اور اس کو visit کر کے وہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ سب کچھ دیکھ کر پھر رپورٹ لائیں گے ایسے تو وہ رپورٹ نہیں دیں گے۔ ایسے تو وہ بات نہیں کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! please اس کو Monday تک pending کروا دیں۔

جناب سپیکر: اب میں نے Tuesday کا آرڈر کر دیا ہے۔ اب اس پر گزارہ کریں۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2013/98 محترمہ راحیلہ انور کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی نہیں گئی تو اب اس کا کیا علاج کیا جائے؟ محترمہ راحیلہ انور!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے بھی ہے۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ پھر آپ اس کو پڑھیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! It is an identical issue regarding load-shedding and the people.....

جناب سپیکر: ان کو پڑھنے دیں میں اس کو اس کے ساتھ attach کر دوں گا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھیں۔

فیصل آباد میں لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والے مرد اور خواتین پر پولیس کا تشدد

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قومی اخبارات اور TV چینلز کے مطابق فیصل آباد میں لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والے افراد اور خواتین پر پولیس نے بیہمانہ تشدد کیا اور چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے پنجاب پولیس کے افسران اور اہلکاران نے خواتین اور بچوں پر لاٹھی چارج کیا اور ان کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کی پہلی تحریک التوائے کار Tuesday تک pending ہوئی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، Tuesday تک pending ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کے ساتھ ہی اس کو attach کریں۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 120/2013 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ حضرت صاحب! اب اس کا کیا کرنا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق اس پر ایک میٹنگ ہو گئی ہے اور وہ میٹنگ لاء منسٹر صاحب نے chair کی تھی۔ اس پر محکمے نے کہا ہے کہ دو تین دن کا ٹائم دیجئے اس لئے اس کو pending کر دیجئے۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کریں؟ جی، بتائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا ہے already اس پر ان کی meeting conduct کروا دی گئی ہے۔ Law Minister has chaired that meeting ابھی بھی ہماری یہی بات ہے کہ there are some complications لہذا اس کو Tuesday یا Wednesday تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، Wednesday تک pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 132/2013 جناب احمد خان بھچر صاحب کی طرف ہے۔

واٹر مینجمنٹ (زراعت) کے پراجیکٹ گریٹر تھل کینال کے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گریٹر تھل کینال پراجیکٹ کے ملازمین نے گزشتہ روز ڈائریکٹر جنرل واٹر مینجمنٹ محکمہ زراعت ڈیوس روڈ لاہور کے سامنے احتجاج کرتے ہوئے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ وہ گزشتہ آٹھ سال سے اس پراجیکٹ پر کنٹریکٹ کی بنیادوں پر ملازمت کر رہے ہیں۔ اب ان کا کنٹریکٹ 30۔جون 2013 کو ختم ہو رہا ہے لیکن ان کو نہ صرف مستقل کیا جا رہا بلکہ ان کے کنٹریکٹ میں بھی توسیع نہیں کی جا رہی حالانکہ اس پراجیکٹ کے علاوہ واٹر مینجمنٹ کے تمام کنٹریکٹ ملازمین کو پے سکیل دے کر دوسرے پراجیکٹ PIPIP میں ضم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے حکام بالا سے مطالبہ کیا ہے کہ اُن کو مستقل بنیادوں پر دوسرے منصوبوں میں ضم کر دیا جائے۔ جیسے کہ PIPIP، سولر پروگرام، SNE واٹر مینجمنٹ، یا سرپلس پول اور اُن کو بے روزگار ہونے سے بچایا جائے جو 8 سال کی سروس کے بعد overage بھی ہو چکے ہیں اور کہیں اور ملازمت بھی حاصل نہیں کر سکتے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار جناب احمد خان بھچر صاحب نے آج ہی پڑھی ہے اور اس کے لئے کچھ وقت دیں تاکہ اس کا جواب منگوا کر پھر ایوان میں پیش کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، pending till?

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو بدھ تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: Monday کو اگر آ جائے تو کیا حرج ہے؟ دیکھیں! کبھی issue کو بھی تھوڑا سا دیکھا کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ کا حکم تو جیسا بھی ہو ٹھیک ہے لیکن اگر بدھ تک ہو جائے تو یہ بھی بہت اچھا ہے باقی جو آپ فرمائیں۔

جناب سپیکر: چلیں! Tuesday کر دیتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، تحاریک التوائے کار ختم ہوئیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تھل کینال کے متاثرین اور زراعت کے بارے میں کمیٹی بنانے کا مطالبہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! کل میں نے ایک تھل کینال کے متاثرین اور ایگری کلچر کے بارے گزارش کی تھی جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ منسٹر ایگری کلچر کی ڈیوٹی لگائی جائے مگر وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے اور میں نے پھر press نہ کیا، میری ایک اور گزارش بھی ہے کہ میری اور ایگری کلچر منسٹر صاحب کی میٹنگ کی بجائے اگر مہربانی کر کے ایک کمیٹی بنا دیں جس میں دو تین معزز ممبران کو آپ اپنی صوابدید کے مطابق جو بھی مناسب سمجھیں شامل کریں تو وہ زیادہ مناسب ہو گا۔ ہمیں ایک یا دو مہینے کا ٹائم بھی دے دیں تا کہ time-limit case بنا کر ہم اپنی گزارشات آپ کی وساطت سے ایوان میں پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب سبطین خان صاحب کی بات کو note کر لیں، اس پر میں ایک کمیٹی بناؤں گا۔ اگر already کوئی کمیٹی بن چکی ہوئی تو پھر اس کے سپرد کیا جائے گا ورنہ ان کو specially ایک کمیٹی بنا کر جس میں ایگریکلچر منسٹر، سبطین خان صاحب اور باقی نام شامل کر کے میں اس پر پانچ رُکنی کمیٹی بناؤں گا۔

جناب محمد سبطین خان: جی، ٹھیک ہے۔ مہربانی

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یا اللہ خیر، یا اللہ خیر۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ویسے تو ladies first ہوتی ہیں آپ کو کچھ خیال کرنا چاہئے اُدھر سے بی بی اُٹھی ہوئی ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج کل ہم اخبارات میں ایک بہت ہی اہم مسئلہ پڑھتے رہتے ہیں کہ وفاقی حکومت نے بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے کچھ فیصلے کئے ہیں جن میں سے کچھ فیصلے ایسے ہیں جس سے عوام میں تحفظات پائے جا رہے ہیں۔ بہت سارے لوگوں نے اس معاملہ پر ہمارے ساتھ آ کر بات کی ہے کہ وفاقی حکومت کا یہ فیصلہ کہ بھارت ہمارا ہمسایہ ملک ہے اور ملک میں بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے بھارت سے بجلی لی جائے تو میری گزارش یہ ہے کہ بھارت نے کشمیر میں ہمارے مسلمان بھائیوں کے ساتھ جو جارحانہ روّیہ رکھا ہوا ہے اس طرح کے ملک۔۔۔

جناب سپیکر: یہ federal issue ہے، آپ اپنی پارٹی سے کہیں کہ اسے وہاں پر discuss کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری گزارش تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: No, it should be discussed there. آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ No point of order.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پاک ایران گیس معاہدہ ہو چکا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ایسے ممالک کے ساتھ مل کر energy crisis حل کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ یہ federal issue ہے آپ اس پر اُدھر بات کروائیں۔ جی، ان کا mike بند کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں بھی اس ایوان کا حصہ ہوں، مجھے بھی اپنا مؤقف پیش کرنے کا حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ آپ اپنی پارٹی سے کہیں کہ وہ نیشنل اسمبلی میں اس issue پر بات کروائیں، یہ ہمارا issue نہیں بنتا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ان کے دور میں ہندوستان۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں خود نوٹس لے رہا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ نے مہربانی کی اور mike مجھے دیا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ ایک اہم معاملہ ہے اور اس حوالے سے عوام میں تحفظات پائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر: پہلے تو آپ اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ بھی میری سیٹ ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے I know, this is not your seat. This I tell you.

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پھر میں کہاں جاؤں؟

جناب سپیکر: جی، جہاں مرضی بیٹھ جائیں جہاں آپ کا دِل کرے ماسوائے فرنٹ سیٹوں کے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وہاں mike نہیں لگا ہوا۔

جناب سپیکر: جی، لگا ہوگا، ادھر بھی لگا ہوگا۔ (قطع کلامیاں)

میں جو کہہ رہا ہوں تو آپ میری بات مانیں اور آئندہ بھی محتاط رہیں۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے میں نے ان کو floor دیا ہے وہ بات کریں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: ماحول کو ذرا اچھا رکھنا ہے، آپ کی مہربانی۔ ورنہ یہ نہ ہو کہ مجھے کوئی extremist قدم اُٹھانا پڑے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں جو بات کرنے لگا ہوں اس سے ماحول بہت خوشگوار ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ کرے کہ آپ کی زبان سے ایسی بات آئے۔ جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: بڑی مہربانی۔ آج موسم بھی بڑا خوشگوار ہے اور اندر کا ماحول بھی خوشگوار ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ کرے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! خیبر پختونخواہ کے جو چیف منسٹر ہیں معزز پرویز خٹک صاحب، انہوں نے آج کہا ہے کہ میں شہباز شریف صاحب کے۔۔۔

جناب سپیکر: بس آپ بیٹھ جائیں۔Not allowed(قطع کلامیاں)

آپ کی بڑی مہربانی، آپ اخبارات سے جا کر بات کریں۔ میرا ٹائم نہ ضائع کریں۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی مطالبات زر برائے سال2012-13 پر عام بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2012-13 پیش کیا جائے گا اور اس پر رائے شماری بھی ہو گی۔ اب میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ مطالبہ زر نمبر 12 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 12

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو10 کروڑ85لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو10کروڑ85لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر12 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

میاں محمود الرشید، جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الٰہی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

سیکرٹری صاحب! ان سے کہیں کہ یا تو سب کو جناب لکھا کریں یا کسی کو نہ لکھا کریں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے، یہ سب کو جناب ضرور لکھیں میں پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ جی، کون پیش کرے گا؟

MR AHMED KHAN BHACHAR: Sir! I move:

"That the total of Rs. 108,507,000/- on account of Demand No. 12- Agriculture-be reduced to Rs.1/-"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"10کروڑ85لاکھ 7ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر12"زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Sir! I oppose.

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! حکومت نے زراعت کے لئے سپلیمنٹری بجٹ میں 10کروڑ 85لاکھ 7ہزار روپے خرچ کئے ہیں چونکہ یہ خرچ ہو گئے ہیں تو آپ کے توسط سے ہم چند گزارشات پیش کریں گے۔ پچھلے سال جو ہمارے کاشتکاروں کا حال ہوا ہے، چاول کی ساری فصل تقریباً خراب ہوئی ہے، صرف misguidance کی وجہ سے، اس کے علاوہ گندم کے جو کاشتکار ہیں اس میں بھی middlemen پوری طرح involve ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے، جس طرح باردانہ استعمال ہوا ہے middlemen نے اس طرح اس کام میں جو transparency اور accountability ہوتی ہے وہ مکمل طور پر نہیں ہونے دی۔ اس میں یہ ہے کہ زراعت کا جو شعبہ ہے اس کے لئے بجٹ میں 3۔ارب روپے رکھے ہیں لیکن آپ کے توسط سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سے کاشتکار کو مارکیٹنگ میں اور جو ایگریکلچر کی ہماری inputs ہیں اس میں کتنا فائدہ پہنچ رہا ہے؟ اس وقت ہمارا جو زرعی نظام ہے، دوائیاں ہیں ان کو check کرنے کا جو نظام ہے وہ اتنا ہے کہ اگلے دن ہمارے ڈسٹرکٹ میانوالی میں ایک آفیسر sample لینے کے لئے گیا ہے اور تقریباً ایک گھنٹے بعد سارے samples پاس ہو گئے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ مارکیٹنگ کے حوالے سے پچھلے سال چاول اور کپاس کا کاشتکار ذلیل ہوا ہے، اس وقت گندم کا کاشتکار مشکلات کا شکار ہے۔ اس وقت کاشتکاروں کے پاس کاشت کے لئے گندم موجود نہیں ہے اور مارکیٹ سے ہمیں گندم ساڑھے چودہ سو، پندرہ سو روپے فی من خریدنی پڑ رہی ہے اس لئے آپ کے توسط سے میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایگریکلچر کے سلسلے میں ہماری accountability بہت زیادہ ہے۔ 1985 سے پہلے ڈیزل کے سلسلے میں ایگریکلچر کے لئے ایک کوٹا مقرر ہوتا تھا، ہر ڈیزل پمپ پر کاشتکار کے لئے ایک مخصوص کوٹا ہوتا تھا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آئل کمپنیوں کے ساتھ ہماری بات چیت کروائی جائے کہ ہم جو genuine کاشتکار ہیں ہمیں دو تین روپے subsidized rate پر ڈیزل فراہم کیا جائے اور پہلے ایسا ہوتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ جب ہم بیج لینے جاتے ہیں تو اس کا کوئی criteria نہیں ہے---

جناب سپیکر: مانگنے چلے ہو تو کچھ اچھا تو مانگو، کیا کر رہے ہو یار؟

جناب احمد خان بھچر: جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں اور ادھر ہی آ رہا ہوں۔ تھوڑی تھوڑی چیزیں ملیں گی جب ہمیں کچھ مل ہی نہیں رہا تو ہم تھوڑے پر ہی گزارا کریں گے۔ بیج کے متعلق عرض کروں گا کہ اس وقت ہمارا جو certified seed ہے اس کا کوئی معیار نہیں ہے۔ یہاں ہمارے کپاس کے کاشتکار بیٹھے ہوئے ہیں انہیں معلوم ہے کہ اگر ایک دفعہ ہماری کپاس نہیں اگتی تو پھر تقریباً دو مہینے ہم اگلی فصل

کاشت کرنے کے لئے late ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس کے لئے "رونی" کرنی پڑتی ہے اس کے بعد اس کو drill کرنا پڑتا ہے پھر کہیں کاشت ہوتی ہے۔ مارکیٹنگ اور accountability کے بارے میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کو اس پر action لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! یہ پوچھ رہے ہیں کہ "رَونی" کیا ہوتی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر مجھے "رَونی" کا پتا ہے۔

جناب سپیکر: خیال کریں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! مجھے پتا ہے "رَونی" کیا ہوتی ہے میرا بھی تعلق ایگریکلچر سے ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی دو گزارشات کی ہیں، آپ مانگنے کی بات فرما رہے تھے، ہم نے مانگا بہت کچھ ہے لیکن میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم اپنے لئے نہیں مانگ رہے ہم tax payee ہیں، ہم انشاءاللہ ٹیکس دیں گے پنجاب میں کوئی ایسا agriculturist نہیں ہوگا جو ٹیکس سے بھاگنا چاہتا ہو۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایک لفظ جو بجٹ تقریر کے دوران بھی استعمال ہوا ہے کہ "جاگیرداروں سے "ٹیکس وصول کیا جائے گا۔ میرے خیال میں آپ بھی زمیندار ہیں اگر آپ زمینداروں کی ملکیت دیکھیں تو میرے خیال میں سو ایکڑ سے بڑا اس وقت کوئی زمیندار موجود نہیں۔

جناب سپیکر: میں زمیندار ہوں یا نہیں ہوں یہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن میں نے یہ بات کی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ درست ہے اور آپ نے یہ بات کر دی ہے، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے یہ بات کی ہے کہ پنجاب میں کم از کم کوئی جاگیردار نہیں ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب والا! آپ کی بات درست ہے۔ اس وقت کوئی جاگیردار موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کاشتکار اور زمیندار ضرور ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اس وقت صرف دو classes ہیں، ایک urban class ہے اور دوسری rural class ہے ہم rural class سے ضرور تعلق رکھتے ہیں لیکن urban class کی بھی اس ملک میں اور صوبہ پنجاب میں equal contribution ہے۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ پیسے تو چونکہ اب خرچ ہو چکے ہیں اس ایوان سے منظور ہونے ہی ہیں لیکن میری یہ گزارش ہے کہ مارکیٹنگ کے حوالے سے، بیج کی certification کے حوالے سے بہتری پیدا کی جائے۔ ڈیزل میں اس وقت ہمیں جو مار پڑ رہی ہے اس حوالے سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان چیزوں پر تھوڑا سا چیک رکھیں۔ جس طرح آپ نے پہلے بھی فرمایا کہ ایک کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں، ان چیزوں کو چیک کیا جائے اور ہمارے زخموں پر تھوڑا سا مرہم رکھا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: کوئی اور معزز ممبر اس پر بات کرنا چاہیں گے ؟

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر ایک پارٹی کے سربراہ ہیں، اس لئے میرے خیال میں ان کا احترام کیا جائے۔ قانون اور آئین میں تو ایسی قدغن نہیں ہے لیکن ہمیں اچھی روایت قائم کرنی چاہئے۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحیم o جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ پورے پاکستان اور پنجاب کی بالخصوص agro based economy ہے۔ پنجاب کا یہ ایوان کسانوں کا ایوان، کسانوں کے نمائندوں کا ایوان سمجھا جاتا ہے لیکن اس وقت کسانوں کی جو کسمپرسی ہے، اس کو address کرنے میں گورنمنٹ اور یہ ایوان بے بس نظر آتا ہے۔ مثلاً پنجاب کے اندر جو چار بڑی فصلات کاشت ہوتی ہیں اس میں گنا، گندم، کپاس اور چاول شامل ہیں۔ کپاس اور چاول تو ہماری foreign exchange earning crops بھی ہیں۔ گنا ایک بڑے رقبے پر کاشت ہوتا ہے، اس کو بڑے اور چھوٹے زمیندار بھی کاشت کرتے ہیں لیکن اس محکمے کی عدم توجہی کی وجہ اور بے اثری کی وجہ سے یا کوئی mechanism موجود نہ ہونے کی وجہ سے کسانوں کے ساتھ جو ظلم ہوتا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ اس دفعہ بھی گورنمنٹ کی طرف سے گنے کا ریٹ 170 روپے فی من مقرر کیا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر:اگر وزیر زراعت لابی میں تشریف فرما ہیں تو اندر تشریف لے آئیں کیونکہ ان سے متعلقہ بات ہو رہی ہے۔جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ نے گنے کا جو 170روپے فی من ریٹ مقرر کیا تھا، میں وزیر زراعت اور گورنمنٹ کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر کوئی ایک زمیندار produce کر سکتے، سامنے لا سکتے ہیں جس کو 170روپے فی من ریٹ ملا ہو تو میں ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں، کوئی کسان اس ریٹ کو حاصل نہیں کر سکا۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی چھوٹا کسان گنے کو ٹرالی پر لاد کر لاتا ہے تو ہمارے ہاں اس طرح کا سسٹم سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ محکمہ زراعت کی طرف سے کوئی ایسی راہنمائی نہیں ہے کہ علاقے کی شوگر مل کی crushing capacity کے مطابق ہی گنے کی کٹائی ہو، محکمہ زراعت مل مالکان کے ساتھ مل کر اس قسم کا کوئی mechanism بنائے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسان بے چارہ اس کو کاٹ کر لے آتا ہے اور چھ چھ، سات سات، آٹھ آٹھ اور دس دس دن ٹرالیاں مل کے باہر لے کر کھڑا رہتا ہے۔ دھوپ، گرمی، سردی اور بارش جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کے لئے کوئی انتظام موجود نہیں ہوتا اور میں نے خود بارہا دیکھا ہے کہ وہ گنے کی ٹرالی کے نیچے ہی چادر بچھا کر اور بعض اوقات چادر ہی نہیں ہوتی تو ویسے ہی گنے کی ٹرالی کے نیچے سویا ہوتا ہے کیونکہ وہ گنے کی ٹرالی کو چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتا۔ اس کے علاوہ ان چھ سات دنوں میں بہت سارے کھانے پینے کے اخراجات بھی ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد جب اس کا نمبر لگتا ہے اگر کوئی اس کی سفارش نہیں ہے، اس نے کوئی مک مکا نہیں کیا ہوا تو گیٹ کے اوپر سے اس کو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ تمہارا گنا substandard ہے اس کو واپس لے جاؤ۔ اس کی وہاں پر کوئی شنوائی نہیں ہوتی کیونکہ گیٹ پر ان کے گن مین کھڑے ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ guns ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں، موٹی موٹی ان کی مونچھیں ہوتی ہیں تو وہ ان کو ڈراتے ہیں اور وہ بے چارہ گنا واپس لے کر آتا ہے تو اس موقع پر middleman آ جاتا ہے۔ وہ اس کو کہتا ہے کہ تم اب اس گنے کو واپس لے کر جاؤ گے، کیسے دوبارہ لے کر آؤ گے، کس مل کو بھجواؤ گے، کہیں دور تمہیں لے جانا پڑے گا۔ اس طرح کی اس سے باتیں کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ 170روپے سرکاری ریٹ ہے یہ تو آپ کو ملے گا نہیں تم مجھے 80یا90روپے فی من فروخت کر دو، اپنی ضرورت پوری کرو ورنہ تو یہ پڑا پڑا سوکھ جائے گا اور ویسے ہی اس کا ریٹ کم ہو جائے گا۔ وہ اپنی مجبوری کے تحت بلیک میل ہو جاتا ہے اور وہ اس کو گنا فروخت کر دیتا ہے۔ ایک تو گنے کے چھوٹے کسانوں کے ساتھ یہ ہاتھ ہوتا ہے دوسرا یہ ہوتا ہے کہ جب یہ گنا مل والے وصول کرتے ہیں تو اس میں تین سے پانچ کلو تک کی کٹوتی کرتے ہیں یعنی

وزن کے اندر اس سے زائد وصول کرتے ہیں۔ لکھتے ایک من ہیں لیکن ایک من تین کلو یا ایک من پانچ کلو وصول کرتے ہیں۔ کسان کے پاس اس بات کی کوئی اتھارٹی ہوتی ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی قانونی جواز ہوتا ہے۔ کیونکہ ساری ملیں بااثر لوگوں کی ہیں اس دھڑلے کے ساتھ کٹوتی کر لیتے ہیں اور کسان بیچارہ مجبور ہوتا ہے۔ جب وصولی کر لیتے ہیں تو ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی پرچی پکڑا دیتے ہیں کہ اتنا گنا تم نے دیا ہے اور اتنی اس کی مالیت بنتی ہے۔ اب وہ پرچی لے کر گھر آ جاتا ہے پھر بار بار مل کے اندر چکر لگاتا ہے لیکن اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ جب میں گنے کے سیزن میں اپنے دفتر کے اندر بیٹھتا ہوں تو لوگ مسلسل سفارشات لے کر آتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب مل کے جنرل منیجر کو فون کر دیں وہاں کے کین منیجر کو فون کر دیں یا فلاں اہلکار کو فون کر دیں اور مجھے مسلسل فون کرنے ہوتے ہیں اور وہ وہاں سے پیشیاں دیتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب آپ کا بڑا احترام کرتے ہیں ان کو دو دن بعد بھیج دیں ان کو ہفتے کے بعد بھیج دیں۔ جو میرے پاس پہنچ جاتے ہیں ان کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے اور جو بے چارے نہیں پہنچ سکتے ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ یہاں پھر مڈل مین آ جاتا ہے اب اگر ایک چھوٹے کسان کے پاس ڈیڑھ دو لاکھ روپے کے پرمٹ موجود ہیں اور پندرہ بیس دن اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی، مل کے پاس ریکارڈ موجود ہوتا ہے اور وہ مڈل مین وہاں سے ریکارڈ حاصل کرتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتنی زمین ہے، اس نے کتنا گنا حاصل کیا ہوا ہے وہ اب اس سے رابطہ کرتا ہے کہ دیکھو تمہیں پیسے تو نہیں مل رہے۔ تمہارا ڈیڑھ لاکھ روپے کا یہ پرمٹ ہے میں کوشش کر لیتا ہوں تم مجھے یہ پرمٹ فروخت کر دو اب وہ ڈیڑھ لاکھ روپے کا پرمٹ ایک لاکھ تیس ہزار روپے میں خرید لیتا ہے اور وہ اس میں سے بیس ہزار روپے بچا لیتا ہے اب مڈل مین مل کے پاس آ جاتا ہے اور وہ ایک لاکھ چالیس ہزار میں مل کو فروخت کر دیتا ہے دس ہزار مل کے اہلکاران بچا لیتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر مالکان کا بھی حصہ موجود ہو۔ اس حوالے سے یہ ایک لمبی داستان ہے جو صرف اس گنے کی فصل میں کسانوں کا استحصال ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب اسی ایک فصل کے حوالے سے پنجاب کے کسانوں کا اس طرح استحصال ہوتا ہے تو اس حوالے سے محکمہ پر جو اتنی بڑی رقم خرچ کی ہے اور یہاں اسمبلی سے انگوٹھا لگوانا مقصود ہے۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔ میں نے جو ساری بات ایوان کے سامنے رکھی ہے پورا ایوان اسے سماعت کر رہا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ پورے پنجاب میں کسانوں کے جو actual grievances ہیں ہمیں انہیں address کرنے کا کوئی سسٹم وضع کرنا چاہئے اور ایک عرصے سے یہ معاملہ اس حوالے سے چل رہا ہے۔ یہ معاملہ اس لئے address نہیں ہوتا آپ ایک

ایک شوگر مل کو اٹھاتے جائیں تو ہمیں معلوم ہوتا جائے گا کہ کون سا وزیر ہے، کون سا مشیر ہے، کون وزیراعظم ہے، کون وزیراعلیٰ ہے اور کن کن کی یہ شوگر ملیں ہیں۔ یہ سارے اتھارٹی والے ہیں اور اس کے نتیجے میں فیلڈ کے اندر کسانوں کے ساتھ بڑا جبر روا رکھا جاتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جب کسانوں کے مسائل address ہی نہیں ہونے لیکن یہ اتنی ساری رقم اس پر خرچ کی گئی ہے تو میں حکومتی بنچوں سے اور یہاں پر ہمارے جو بھائی ہیں ان سے درخواست کروں گا کہ ہم اسے approve نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے باقاعدہ تحریک التوائے کار لائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، میں اس پر تحریک التوائے کار لے آؤں گا۔ چونکہ ابھی گندم کی فصل برداشت ہوئی ہے اس لئے میں اس پر بھی مختصر بات کروں گا کہ اس میں کسانوں کی طرف سے مسلسل شکایات ہیں۔ گورنمنٹ ایک تو یہ ظلم کرتی ہے کہ اعلان تو یہ کرتے ہیں کہ ہم ایک ایک دانہ خریدیں گے لیکن ہوتا یہ کہ پچھلے سال کی گندم بھی موجود ہوتی ہے بروقت اس کی disposal نہیں کرتے، محکمہ فصل کی پوری assessment نہیں کرتا کہ کتنی فصل ہو رہی ہے اور اس وقت ہمارے پاس کتنی موجود ہے۔آپ اسے export کر دیں اس سے foreign exchange کما لیں لیکن اس طرح کی کوئی practice نہیں ہوتی اور ڈنگ ٹپاؤ سارا معاملہ چل رہا ہوتا ہے۔ اعلان یہ کرتے ہیں کہ ایک ایک دانہ خریدیں گے لیکن عملی طور پر بہت تھوڑی گندم خرید کی جاتی ہے۔ کسان بے چارہ انتظار میں رہتا ہے کہ گورنمنٹ نے جو ریٹ مقرر کیا ہے اس پر خریدے گی اور میرے کچھ مسائل حل ہو جائیں گے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ جب باردانہ فروخت ہوتا ہے اس کے بارے میں اعلان یہ ہوتا ہے کہ کسانوں کو براہ راست دیا جائے گا لیکن کسانوں کو بالکل نہیں ملتا بلکہ اس کے اندر محکمہ خوراک، محکمہ مال اور محکمہ زراعت involve ہوتا ہے اور بڑے طریقے کے ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس دفعہ معاملہ الٹ ہو گیا ہے۔اس دفعہ کسی نے باردانے کی بات کی ہی نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چونکہ میں face کر رہا ہوں اس لئے میں باردانے کی بات کر رہا ہوں کہ مڈل مین ہزاروں بوریاں لے جاتے ہیں پھر اس ذریعے سے وہ کمائی کرتے ہیں اور اسی بوری کو محکمہ accept کرتا ہے۔ وہاں پر جو سٹوریج ہیں جب کسان وہاں گندم لے کر جاتا ہے تو وہ ایک من کی بجائے ایک من تین کلو وصول کرتے ہیں لیکن receiving ایک من کی ڈالتے ہیں اور تین کلو زیادہ

رکھتے ہیں اور نیچے سے لے کر اوپر تک یہ گندم سپلائی ہوتی ہے اور وہ بیچ کر اس کے پیسے بھی حصہ بقدر جثہ محکمے کے لوگ وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! کپاس کی فصل کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے اس کے ساتھ بھی یہی کہانی جڑی ہوئی ہے اور یہی معاملہ چاول کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے میں یہ التماس کروں گا کہ جب یہ چیزیں address نہیں ہوتیں اس حوالے سے کسان مشکل کے اندر رہے اور یہ سارا ایوان پنجاب کے کسانوں کو represent کر رہا ہے الا ماشاء اللہ جو چند لوگ اربن ایریا سے ہیں باقی سب یہ پنجاب کا ایوان ہے کسانوں کا ایوان ہے۔اب اگر اس حوالے سے ہماری اتنی بے بسی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ایوان تو سب کا ہے۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اور اس کے پیچھے سارے مگر مچھ ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو اتنی رقم خرچ کی ہے اس پر اب پنجاب اسمبلی کو انگوٹھا نہیں لگانا چاہئے بلکہ اسے reject کرنا چاہئے۔اگر ہم ایک دفعہ reject کریں گے تو پھر محکمے کو بھی معلوم ہوگا اور گورنمنٹ بھی اس پر سوچے گی کہ معاملات کو درست بھی کرنا ہے اور غریب کسانوں کے مسائل کو address بھی کرنا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جب آپ ادھر بیٹھیں گے تو پھر کیا کریں گے؟ مہربانی

جناب طارق مسیح گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No آپ تشریف رکھیں۔جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے زراعت کے حوالے خصوصاً شوگر کین اور ویٹ کی فصلات کے بارے میں بڑی اچھی گفتگو کی ہے۔جس طرح ڈاکٹر صاحب نے گنے کے حوالے سے گفتگو فرمائی میں اس میں کچھ باتیں add کروں گا کہ حکومت کی طرف سے گنے کے حوالے سے جو بھی میکنزم بنایا گیا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے اور کاشتکار کے ساتھ سراسر زیادتی اور ظلم ہو رہا ہے۔میری صرف اتنی گزارش ہوگی کہ کل سے زراعت کے issue پر گفتگو ہو رہی ہے لیکن میرے محترم بھائی وزیر زراعت صاحب موجود نہیں ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک ایوان مکمل نہیں ہوا کیونکہ ابھی تک پارلیمانی سیکرٹریز اور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز form نہیں کر رہے۔پارلیمانی سیکرٹریز گورنمنٹ کا حصہ ہوتے ہیں اور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز اس ایوان میں check and balance کا ذریعہ ہوتے ہیں۔یہاں جو بھی گفتگو ہوتی ہے ہمیں کوئی

کمیٹی نظر نہیں آتی جہاں وہ معاملہ چلا جائے اور اس پر discussion ہو یا اس پر کوئی لائحہ عمل مرتب ہو۔ میری اتنی گزارش ہو گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آج تک تو آپ اسی طرح گزارہ کریں آگے دیکھیں گے۔اللہ خیر کرے۔اب آپ cut motion پر آئیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری اتنی گزارش ہو گی کہ مہربانی کر کے اس ایوان کو مکمل کریں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: اس cut motion پر اور کوئی صاحب بات کرنا چاہیں گے؟

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت ضروری ہے اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس طریق کار ہے۔آپ تحریک التوائے کار لے آئیں۔

جناب طارق مسیح گل: میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا genuine ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات genuine ہو گی تو سنی جائے گی ورنہ نہیں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! موڑ ایمن آباد شہر پر ایک کرسچئین آبادی ہے وہاں پر ایک چرچ تھا۔الیکشن campaign کے دوران وہاں کے ایم پی اے صاحب نے کہا کہ ہم آپ کو چار دیواری بنا دیں گے۔انہوں نے بجٹ دیا ہے یا نہیں لیکن وہ چار دیواری بننی شروع ہو گئی۔وہاں کے زمیندار ارشد، ظفر اور سائیں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس دیوار کو گرایا ہے، چرچ کی بے حرمتی کی ہے وہاں پر ایک عورت شریفاں بی بی کے کانٹے کھینچے ہیں اس کے سارے کان زخمی ہوئے ہیں اور وہ باہر کھڑی ہے۔ اس کے خاوند کا نام سائمل گل ہے ان کا ایک آدمی زخمی ہے اور ہسپتال میں ہے۔یہ 22 تاریخ کا واقعہ ہے لیکن پولیس نے آج تک کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی، ان کی کوئی دادرسی نہیں ہو رہی آخر کار وہ ادھر آ گئے ہیں۔یہاں کی جو نام نہاد این جی اوز ہیں ان کے ساتھ ان کی میٹنگ جاری ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ problem زیادہ بڑھنا نہیں چاہئے۔میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ خدا کے لئے اس معاملہ کو آپ خود سمیٹ لیں تاکہ یہ معاملہ باہر نہ آئے۔جیسے جوزف کالونی کے مکانوں کو آگ لگا دی گئی تھی۔اسی طرح کا واقعہ ادھر ہونے والا ہے تو آپ اس کا تدارک کر لیں۔میں نے یہ معاملہ ایوان کے سامنے اس لئے رکھا ہے تاکہ کم از کم اس کی ایف آئی آر درج ہو جائے۔اس طرح لوگوں کے اندر جو غصہ

اور غم ہے وہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ایوان کی ایک کمیٹی بنادیں جو خود وہاں جا کر اس معاملے کو چیک کرنے کے بعد ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کرائے۔ ہمارا ایک آدمی ہسپتال میں ہے کیونکہ اس کو خنجر مارے گئے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ God bless you

جناب سپیکر: دیکھیں، اس کا ایک طریق کار ہے اور آپ اسی کے مطابق چلیں۔ آپ اس پر تحریک التوائے کار لائیں تاکہ اس پر ہم عملدرآمد کرا سکیں۔ بہرحال آپ سے منسٹر صاحب ابھی بات کر لیں گے۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب آپ نے اس کٹوتی کی تحریک کو oppose کیا ہے۔ کیا آپ اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وزیر زراعت تو تشریف فرما نہیں ہیں لیکن میں اس کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor اسی لئے دیا ہے کیونکہ آپ نے اس کو oppose کیا تھا۔ منسٹر صاحب ہوتے تو وہ خود اس کا جواب دیتے۔ مجھے ان کے یہاں موجود نہ ہونے پر افسوس ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ He should be here.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چونکہ وزیر زراعت موجود نہیں ہیں اس لئے میں ان کے behalf پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! Demand No.12 زراعت کے سلسلے میں 10 کروڑ 85 لاکھ 7 ہزار روپے کی رقم بطور Supplementary Grant صوبائی اسمبلی سے منظوری کے لئے پیش کی گئی ہے۔ اس رقم کا بیشتر حصہ رود کوہی سے متاثرہ ضلع راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے کاشتکاروں میں بیج کی مفت تقسیم کے لئے صرف کیا گیا ہے۔ چونکہ سیلاب اور اس کی تباہ کاریوں کے بارے میں کوئی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی لہذا اس رقم کو ضمنی گرانٹ کے طور پر خرچ کیا گیا ہے۔ ہم نے غریب کاشتکاروں کے نقصان کا کچھ ازالہ کرنا تھا لہذا اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ایوان کبھی نہیں چاہے گا کہ غریب کاشتکاروں کی سیلاب کی وجہ سے جو فصلیں خراب ہوئی ہیں اس پر ان کو compensate نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: تو اس کٹوتی کی تحریک کا کیا کیا جائے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے اس کٹوتی کی تحریک کو oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر: تو اب اس تحریک کو منظور کیا جائے یا مسترد کیا جائے، آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس تحریک کو مسترد کیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب confuse ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ confuse نہیں ہوئے۔ اصل میں پیچھے ایک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو ان کو باتوں میں لگا لیتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو چیز باہر سے لکھ کر ان کو دی جاتی ہے وہی انہوں نے پڑھ دینی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہے۔ وہ کافی سمجھدار ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ خود تو لکھا ہوا بھی نہیں پڑھ سکتے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ وہ پڑھے لکھے ہیں اور آپ بھی ماشاء اللہ پڑھے لکھے ہیں۔ آپ دونوں ہی اچھے اور میرے لئے قابل احترام ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ:

"10 کروڑ 85 لاکھ 7 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 12۔ "زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 85 لاکھ 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، اب وزیر خزانہ ضمنی مطالبہ زر نمبر 5، آبپاشی و بحالی اراضی پیش کریں گے۔

مطالبہ زر نمبر5

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو2۔ارب 33کروڑ 81 لاکھ71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو2۔ارب 33کروڑ 81 لاکھ71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر5 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے:
میاں محمود الرشید، جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیرالدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شنیلارُوت، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الٰہی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک اور ڈاکٹر سید وسیم اختر۔جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"2۔ارب33کروڑ81لاکھ71ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 5 "آبپاشی وبحالی اراضی" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"2۔ارب33کروڑ81لاکھ71ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 5 "آبپاشی وبحالی اراضی" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR IRRIGATION (Mian Yawar Zaman): I oppose it.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جس طرح کہ میں نے پہلے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ پورا صوبہ پنجاب زراعت سے متعلق ہے۔ زراعت اور پانی آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ یقیناً اس بات پر ہم مسلسل مرثیہ پڑھتے رہیں گے کہ ایک آمر نے 1958کے اندر سندھ طاس معاہدہ کے تحت تین دریا انڈیا کے حوالے کر دیئے اور اس کے نتیجے میں یہاں جو خشک سالی ہے وہ ہمارے سامنے ہے اور اس کے اوپر مزید ظلم یہ ہے کہ ہماری مختلف حکومتیں آتی رہیں جن میں فوجی آمر بھی تھے اور جمہوری حکومتیں بھی آتی رہیں لیکن اس چیز کو contest نہیں کیا گیا اور ہمارے حصے کے دریاؤں کے اوپر بھی انڈیا مسلسل ڈیم بنا رہا ہے اور ہمارے جو بھی ادارے اس معاملہ کو contest کرنے کے لئے سرکاری سطح پر موجود ہیں وہ international forums کے اوپر اس معاملہ کو contest کرنے کے حوالہ سے بالکل ناکام ہیں اور بعض اوقات انڈیا کی ہی معاونت کرتے نظر آتے ہیں۔ اسی سلسلے میں پچھلے سال پاکستان واٹر کونسل کے چیئرمین صاحب اسی شاخسانے کے حوالے سے ملک سے فرار بھی ہو گئے اور انہوں نے International Court of Justice میں ہمارے کیس کو پوری طرح contest نہیں کیا جس کی وجہ سے ہم کیس ہار گئے اور انڈیا نے اس کے اوپر بغلیں بھی بجائی ہیں۔ امریکہ نے ہمارے خلاف war against terror شروع کی ہوئی ہے اور انڈیا نے ہمارے خلاف war against water جاری رکھی ہوئی ہے اور ہم اس war کو لڑنے کے اندر بُری طرح ناکام ہیں اور اس میں ہماری governments اس حوالہ سے پوری طرح responsible ہیں۔

جناب سپیکر!انڈیا سے جو پانی پاکستان میں آ جاتا ہے تو میں اُس کی تقسیم کے حوالے سے بھی کافی معترض ہوں کیونکہ اس میں disparity ہے۔ میری معلومات ہیں کہ جنوبی پنجاب کے لئے 3.8 کیوسک فی ہزار ایکڑ اور باقی پنجاب کے لئے 8 کیوسک فی ہزار ایکڑ کا تناسب رواں دواں ہے جس کے اوپر میں شدید معترض ہوں۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اس سارے معاملے کو seriously دیکھیں۔ جنوبی پنجاب کا وہ رقبہ جو قابل کاشت ہے اور جہاں پر فصلیں کاشت ہوتی ہیں اُس کے مقابلے میں باقی پنجاب کے اندر کتنی فصلیں کاشت ہوتی ہیں تو اس حوالہ سے اگر disparity موجود ہے تو اُس کو درست کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں ایک دوسری بات یہ کہوں گا کہ اس محکمہ کے اندر پانی چوری کا معاملہ کبھی رُکنے میں نہیں آیا۔ ہم جب سے اس فیلڈ کے اندر موجود ہیں اور ہر دفعہ ایوان کے اندر بھی مسلسل یہ بازگشت اُٹھتی ہے کہ ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچتا۔ ٹیلوں پر پانی نہ پہنچنے کی دو تین موٹی موٹی وجوہات ہوتی ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ جب بھل صفائی ہوتی ہے تو وہ deliberately اس طرح کی جاتی ہے کہ ٹیلوں تک پانی پہنچ ہی نہیں پاتا یعنی شروع میں بھل صفائی ہو گئی اور ٹیلوں پر بھل صفائی کم ہوئی جس کی وجہ سے ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچ پاتا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ راستے میں ڈاف لگ جاتی ہے، پائپوں کے ذریعے پانی چوری ہوتا ہے، موگوں کے سائز مرضی کے مطابق چھوٹے بڑے کئے جاتے ہیں اور موگے توڑے بھی جاتے ہیں۔ وہاں پر زمیندار اپنے زورِ بازو پر، سیاسی پشت پناہی اور اہلکاروں کو رشوت دے کر اُن کے ساتھ ملی بھگت سے یہ سارے کام کرتے ہیں۔ اس محکمے کے پاس اہلکاروں کی ایک پوری فوج ظفر موج ہے جس کی مسلسل ڈیوٹی یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے پانی کے channels کو watch کریں اور اُس کی رپورٹنگ روزانہ کی بنیاد پر اعلیٰ افسران تک پہنچائے لیکن یہ سارا سسٹم موجود ہونے کے باوجود غریب کاشتکاروں اور ٹیلوں پر کاشتکاروں کا بہت نقصان ہو رہا ہے۔ یہ دو تین وجوہات فیلڈ کے اندر اکثر ہوتی رہتی ہیں اور ان کو اس لئے چیک نہیں کیا جاتا کہ محکمے کا عملہ کرپٹ ہے اور وہ ملی بھگت کر کے یہ سارے طریقے allow بھی کرتا ہے اور اس کے ذریعے سے جو کماتا ہے اُس کا سلسلہ نیچے سے لے کر اوپر تک چلتا ہے۔ جس طرح ہمارے National Building Departments کے اندر جب Annual Budget پر بات ہو رہی تھی اور یہ پورا ایوان اچھی طرح سے اس معاملہ کو سمجھتا ہے کہ اس محکمہ کے اہلکاران تنخواہ کے علاوہ کمیشن کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اسی طرح موگہ توڑنا، ڈاف لگانا اور disparity کے ساتھ بھل صفائی کرنا یہ سارا معاملہ محکمے کی ملی بھگت کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب

یہ محکمہ کسانوں کے حقوق کا دفاع نہیں کر سکتا اور حکومت کے جو rules and regulations ہیں جو خود حکومت نے بنائے ہیں اُن کے اوپر بھی یہ محکمہ عملدرآمد نہیں کراتا تو ان کو بار بار پیسے دینے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ میں یہ باتیں ہوا کے اندر عرض کر رہا ہوں، نہ الزام برائے الزام کر رہا ہوں بلکہ یہ عملی طور پر وہ چیزیں ہیں جن کا غریب چھوٹے کسان کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے جاگیرداروں کی سیاسی پُشت پناہی بھی ہوتی ہے اور وہ اپنی مرضی کے ساتھ یہ سارے کام کرتے ہیں اور محکمہ آنکھیں بند رکھتا ہے تو یہ بڑا ظلم ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ انہار کا اس بات کو بھی دیکھنا چاہئے کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑا رقبہ غیر آباد پڑا ہوا ہے مثلاً چولستان کا رقبہ 66 لاکھ ایکڑ ہے اور یہ پنجاب کے قابل کاشت رقبہ کا one third بنتا ہے۔ ایسی بات بھی نہیں ہے کہ یہ رقبہ بنجر ہے یا زمین اچھی نہیں ہے۔ سارا چولستان بالکل level ہے اور ساری زمین زرخیز ہے اور ماضی میں جب یہاں پر دریائے گھاگرہ اور دریائے ہاکڑہ بہتا تھا تو 66 لاکھ ایکڑ رقبہ کی یہ پوری valley, lush green تھی اور اس کی اپنی تہذیب ہے۔ اس ساری کسمپرسی کے باوجود کہ وہاں پر پانی نہیں ہے، ٹوبوں کے اندر بارش کا پانی جمع ہوتا ہے اور اُس سے وہ پانی پیتے ہیں اس کے باوجود وہاں پر اتنا بڑا لائیو سٹاک بھی موجود ہے جو پورے پاکستان کو گوشت سپلائی کرتا ہے، وہاں سے دودھ بھی آتا ہے، بھیڑوں کی اُون بھی آتی ہے اور اس سب کچھ کے باوجود وہاں پر اتنا potential موجود ہے لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے یہ 66 لاکھ ایکڑ رقبہ پنجاب کی معیشت کے اندر contribute کرنے میں بالکل ناکام ہے۔ جب میں 1990 سے 1993 تک اس ایوان میں تھا تو میں نے اس معاملہ کو ایوان میں بار بار اُٹھایا تو غلام حیدر وائیں (مرحوم) وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دے دی جس میں دو چیف انجینئر اور میں شامل تھا کہ آپ اس پر recommendations دیں کہ پانی کہاں سے لائیں گے۔ ہماری اُس کمیٹی کی کئی میٹنگیں ہوئیں اور ultimately اس حوالہ سے یہ سفارش وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی کہ کافی غور و خوض ہوا ہے تو اتنا زیادہ پانی فراہم نہیں ہو سکتا کہ اس 66 لاکھ ایکڑ رقبہ کو سپلائی ہو سکے اور ٹوبوں کے اندر پانی دیا جا سکے تاکہ یہ پانی انسان اور جانور پی سکیں۔ ہماری اُس کمیٹی نے باقاعدہ black and white میں وزیر اعلیٰ کو یہ recommendation دے دی کہ اگر کالا باغ ڈیم بن جائے تو channels کے ذریعے سے چولستان کے اندر پانی آ سکتا ہے۔ اس وقت جو ساری صورتحال ہے کہ 2010 میں سیلاب نے جو تباہیاں مچائی ہیں تو یہ کالا باغ ڈیم کا بالکل تکنیکی معاملہ تھا جس کو سیاسی معاملہ بنا دیا گیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب political governments establish ہو گئی ہیں تو محکمے کو فکر کرنی چاہئے کہ پنجاب میں جو

قابل کاشت رقبہ ہے وہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے command نہیں ہے تو پانی لینے کے ذرائع کو proven کریں اور کالا باغ ڈیم ایک بہت بڑا source بنتا ہے۔ محکمے کو اس حوالے سے باقاعدہ ایک strategy plan کرنی چاہئے۔ اس وقت صوبہ پنجاب اور مرکز میں بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے اس لئے اب یہ right time ہے اور ہمیں تکنیکی معلومات بھی یہ بتاتی ہیں کہ صرف کالا باغ ڈیم بن جائے تو بجلی کا جتنا shortfall ہے وہ cover ہو سکتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ محکمہ کو اتنی بڑی رقم دے دیتے ہیں لیکن جو serious issues جن کو باقاعدہ اٹھانے کی ضرورت ہے، جن کو take up کرنے کی ضرورت ہے اُن کو تو محکمہ take up نہیں کرتا اور اُسی طرح پانی کی چوری ہوتی ہے، موگے توڑے جاتے ہیں اور channels کی uneven بھل صفائی ہے یہ سارا نظام اسی طرح رواں دواں رہتا ہے۔ انہوں نے ضمنی بجٹ میں جو رقم ضرورت سے زائد خرچ کی ہے، اس پر میں تجویز دوں گا کہ خدا کے لئے کسی ایک کٹوتی کی تحریک کو آپ منظور کریں گے تو محکموں کو کان ہوں گے اور عوام کے حقیقی مسائل جن کو اٹھانے کے لئے یہ ایوان وجود میں آیا ہے تو یہ محکمے اس پر توجہ کریں گے اس لئے میں یہ التماس کروں گا کہ اتنی بڑی رقم کو منظور نہ کیا جائے اور احتجاج کے طور پر ان کو صرف ایک روپیہ دیا جائے یا یہ اپنی جیبوں سے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایک روپے میں کیا کریں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! باقی رقم government کی functionaries سیکرٹری زراعت اور سیکرٹری انہار اپنی جیب سے ادا کریں تاکہ لوگوں کے مسائل حل ہو سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگر ان کو چھٹی دے دی گئی تو پھر پتا نہیں کیا سے کیا ہو جائے گا؟ احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! زمیندار کے لئے نہری پانی انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو پانی چوری ہوتا ہے، کوئی ایک کاشتکار یا زمیندار محکمہ سے مل کر پانی چوری کرتا ہے، موگے کو بڑا کیا جاتا ہے تو اس کا خمیازہ اس موگے کے تمام کاشتکاروں کو بلا وجہ بھگتنا پڑتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس معاملہ پر کوئی قانون لایا جائے کہ جو جرم کرے اس کو سزا دی جائے اور جو بے گناہ ہیں چاہے دس ہیں یا بیس ہیں ان کو سزا سے بچایا جائے لیکن اس موگہ پر جتنے کاشتکار ہوتے ہیں سب کے خلاف پرچہ دے دیا جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس طرح کاشتکار کتنے خوار ہوتے ہیں اور آنے جانے پر خرچہ ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ کوئی ایسا لائحہ عمل بنایا جائے کہ جو مجرم نہیں انہیں بچایا جائے۔

جناب والا! پنجاب میں کچھ علاقے جیسے بہاولنگر ہے وہاں نہروں کا پانی پیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ جہاں زمین کا پانی کڑوا ہے اور وہاں کے لوگوں نے نہر کا پانی ہی پینا ہے وہاں نہروں میں فیکٹریوں کا آلودہ پانی ملایا جا رہا ہے ان کو روکنا چاہئے۔ اس کے لئے نہروں کے ساتھ سیم نالوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے اور فیکٹریوں کا آلودہ پانی ان نالوں میں ڈالا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ انڈسٹری کس کے پاس ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چودھری شفیق صاحب منسٹر انڈسٹریز ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس مہنگائی کے دور میں زمیندار کے لئے نہر کا پانی ہی ایک تحفہ ہے کہ کم آبیانہ پر جو تقریباً ایک سو روپیہ ہوتا ہے جس پر نہری پانی ملتا ہے۔ اس وقت یہی ایک سہولت کاشتکار کے پاس ہے۔

جناب والا! نالوں کو پکا کیا جائے تاکہ چوری کم ہو اور جو لوگ راجباہوں کو کاٹتے ہیں ان سے ہمیں بچایا جائے۔ اس کے علاوہ پانی tail تک نہیں پہنچتا۔ میرا علاقہ پاکپتن ہے اس میں 22 tails ہیں۔ آپ یقین کریں کہ جس سال بھل صفائی ہوتی ہے تو اس سہ ماہی میں نہری پانی ملتا ہے جس سال بھل صفائی نہ ہو وہاں tails بالکل خالی پڑی رہتی ہیں۔ یہاں بیٹھے تمام ساتھیوں کو معلوم ہے کہ پانی کے بغیر فصل نہیں ہوتی اور جب فصل نہیں ہوگی تو پھر خوشحالی کیسے آئے گی؟ اس سلسلہ میں ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو ان کی روک تھام کرے، جو خلاف ورزی کرتے ہیں ان سے نمٹا جائے، زیادہ سے زیادہ کھالوں اور راجباہوں کو پکا کیا جائے اور ایسا سسٹم کیا جائے کہ tails کے کاشتکاروں کو بارہ مہینے پانی دیا جائے تاکہ یہ لوگ خوشحال ہو سکیں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ محترمہ راحیلہ انور صاحب!

محترمہ راحیلہ انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آبپاشی کے مسائل بہت سے ہیں۔ اگر پانی ہوگا تو ہم اس پر بات کریں گے۔ ہمارے دریا خشک ہو رہے ہیں اور بھارت نے ڈیم پر ڈیم بنا دیئے ہیں۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم خرچ پر خرچ کر رہے ہیں لیکن کیا ہم نے انڈیا کے ڈیم بنانے کے بارے میں کچھ سوچا ہے اور کوئی planning کی ہے؟ ہمارے یہاں ایک بجٹ آتا ہے اور پھر سپلیمنٹری بجٹ آتا ہے۔ آپ بجٹ میں پیسا تو رکھ دیتے ہیں لیکن ہم نے اس پیسے کا کیا کرنا ہے کہ جب پانی ہی نہیں ہوگا تو ہم اس سارے پیسے کو کہاں خرچ کریں گے؟ اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ ہم پہلے اپنے پانی کے سلسلہ کو ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق جہلم سے ہے۔ جہلم تو ایسا علاقہ ہے جیسے کوئی صحرا ہے۔ وہاں turbines لگتی ہیں اور ٹیوبویلز لگتے ہیں۔ وہ turbines ایسی ہیں جو آج تک repair ہوتی میں نے نہیں دیکھیں۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کی اجازت سے ان علاقوں کے نام بھی بتا دوں گی، یونین کونسلوں کے نام بتا دوں اور ان turbines کے نام بتا دوں کہ جس جس علاقے میں وہ لگی ہوئی ہیں وہاں وہ ایک دفعہ لگی ہیں اور آج تک ان کی repair نہیں ہوئی۔ وہاں لوگ چیختے رہ جاتے ہیں تو پھر ان turbines لگانے اور خرچ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ یہاں ایک لمبا چوڑا بجٹ ان کی maintenance کے لئے بھی ہے۔ اگر بجٹ ہے تو پھر یہ کہاں خرچ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! جو flood cell بنا ہوا ہے وہ کتنا effective ہے۔ آپ کے سامنے یہ بات ہے کہ تقریباً ہر سال سیلاب آتے ہیں اور ہمارے کیا حالات ہوتے ہیں؟ اگر کوئی flood cells جن کے لئے پیسا رکھا گیا ہے، پیسا تھوڑا نہیں رکھا گیا بلکہ بہت رکھا گیا ہے۔ کوئی بھی بجٹ پڑھ کر دیکھ سکتا ہے۔ مجھے بتائیے کہ اب موسم شروع ہو گیا ہے، آپ دیکھئے گا کہ چند دنوں میں پورا ملک ڈوب رہا ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ایسا ہی ہوتا ہے، very sorry to say ایسا ہی ہوتا ہے۔ That's very hot fact (قطع کلامیاں)

میری بہنیں کچھ بھی کہیں لیکن لوگ گھروں سے پانی نکالتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ جب بھی سیلاب آتا ہے تو بہت تباہی ہوتی ہے۔ بجٹ میں جو پیسے flood cell کے لئے رکھے گئے ہیں تو کیا تیاری ہوتی ہے کہ اتنے پیسے رکھ کر بھی ہم لوگوں نے ہر سال ڈوبنا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر! بجٹ میں ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے لئے لمبا چوڑا خرچہ رکھا گیا ہے۔ میں نے تو آج تک اپنے علاقہ میں کسی کو ریسرچ کرتے دیکھا ہے اور نہ ان کی کوئی رپورٹ دیکھی ہے۔ میں خود زمیندارہ کرتی ہوں اور زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میں نے آج تک وہاں کوئی بندہ نہیں دیکھا جو جا کر ہمارے علاقے کی کسی بھی problem کو sort out کرتا ہو۔ ہم لوگ فون کرتے رہ جاتے ہیں اور ان کو بلاتے رہ جاتے ہیں۔ ہمارا علاقہ بارانی ہے۔ ہم لوگ ہر سال خسارے میں جاتے ہیں۔ چلیں! میرے جیسے تو پھر بھی مر مرا کر اپنے خرچے کر لیتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ چھوٹے زمیندار کے بارے میں سوچئے اتنے پیسے تو رکھ دیئے جاتے ہیں لیکن اس کا کوئی result آئے تو ہم کہیں کہ اس سے دُگنے پیسے رکھیں لیکن حقیقت کی نظر سے دیکھیں کہ ہم کیا result دے رہے ہیں؟ میری آپ سب سے یہی

request ہے جیسے میرے بھائی نے کہا کہ ایک دفعہ اس بجٹ کو "ناں" کر کے دیکھئے تاکہ ان کو پتا چلے کہ بجٹ جب بنایا جاتا ہے تو اس کو implement بھی کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگر ایسا کریں گے تو اِن کو پتا نہیں چلے گا بلکہ سب کو پتا چلے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ hard fact ہے کہ کوئی "ہاں" کرے۔ میں یہاں سیاسی باتیں کرنے آئی ہوں اور نہ میں اس ایوان میں سیاست کر رہی ہوں۔ میں وہ facts بتا رہی ہوں جس سے میں خود واقف ہوں۔ میں خود زمیندار ہوں اس لئے مجھے ان problems کا جتنا پتا ہے شاید کسی کو پتا نہ ہو۔ آپ جا کر دیکھئے کہ جو چند ایکڑ بارانی زمین کے مالک ہیں اُن کی ٹربائنیں خراب ہیں اور چار چار سوفٹ نیچے اُن کی ٹربائنیں لگتی ہیں۔(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ بیٹھیں۔ کیا کر رہی ہیں آپ؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور اس طرح interruption نہ کیا کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ویسے بڑا افسوس ہے۔

MR SPEAKER: Be careful. Order please.

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے علاقہ میں پانی کا level کم ہو رہا ہے۔ وہاں پر جو چار سوفُٹ پر ٹربائنیں لگتی تھیں آج وہ ساڑھے سات سوفُٹ پر چلی گئی ہیں۔ آپ خود وہاں آکر دیکھئے کہ میری زمین پر جو ٹربائن لگی ہوئی ہے اس کے کیا حالات ہیں؟ ہر سال ہم اُس کو کھدواتے ہیں اور نیچے لے کر جاتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order in the House اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں چلے جائیں اور ایسے ایوان کا ٹائم خراب نہ کیا کریں۔ ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ! آپ میری بات سن لیں، اگر آپ بیٹھے بیٹھے بات کریں گی تو دیکھ لیں میں کچھ کہہ بھی سکتا ہوں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ آخر برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: آپ سب تالیاں اور ڈیسک کیوں بجا رہے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ اُن سے ڈرا نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ hard facts ہیں اس لئے میں چاہوں گی کہ منسٹر صاحب بھی ایک دفعہ میرے علاقہ کی history اور پھر onward ہمارے پورے علاقہ کی history دیکھ لیں تو اُن کو پتا چلے گا کہ اگر ایک بھی بات غلط ہو تو منسٹر صاحب کیا بلکہ سارا عملہ میرے پاس آ کر کہے کہ ہاں آپ نے غلط باتیں کی تھیں۔ میری آپ سے request ہے کہ یہ ضمنی بجٹ پاس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کی implementation ہمارے لئے نہ ہونے کے برابر ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اگلے مقرر کون ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے بات کرنے کے لئے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو ایک سیکنڈ بھی نہیں دوں گا۔ تشریف رکھیں۔ میں نے floor اُدھر دیا ہوا ہے۔ منسٹر صاحبان! آپ اپنی پارٹی کی خواتین کو ذرا بتائیں اور ایوان کو چلنے دیں۔

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا سالانہ بجٹ ہمیشہ کم ہوتا جا رہا ہے جبکہ ضمنی بجٹ میں ہمیشہ اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اریگیشن بڑا اہم ڈیپارٹمنٹ ہے اور ہماری ساری ایگریکلچر کی base یہی اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں سب سے اہم مسئلہ پانی چوری کا ہے اور اس اہم مسئلے کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا ہاتھ غیر منصفانہ پانی کی تقسیم ہے۔ ہمارے جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کو جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ 3.8 کیوسک سالانہ فی ہزار ایکڑ پر پانی مل رہا ہے جس کے مقابلے میں ہمارے upper پنجاب کے زمینداروں کو 8 کیوسک کے حساب سے پانی دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں پُلوں اور بند کی تعمیر کے لئے ہمیشہ اربوں روپے رکھے جاتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ جب بھی سیلاب آتا ہے تو وہ سارے منصوبے ریت کی دیوار ثابت ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھل صفائی کے لئے سالانہ کروڑوں روپے رکھے جاتے ہیں لیکن عملی طور پر اس پر بھی کوئی رقم خرچ نہیں کی جاتی۔ اس وقت ہماری حکومت یہ بڑے دعوے کر رہی ہے کہ ہم بجلی کے منصوبوں پر خصوصی توجہ دیں گے اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ ہمارا میلسی سائفن جو ایشیا کا سب سے بڑا سائفن ہے اُس کو upgrade کیا جا رہا ہے جس کے سلسلے میں، میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہاں پر پاور پلانٹ کے لئے حکومت سنجیدگی سے سوچے تو وہ ہمیں بجلی کے منصوبوں میں اضافہ کے لئے بہت اچھا ثابت ہو سکتا ہے لہذا اس میلسی سائفن پر توجہ دی جائے۔ اس کے علاوہ میں گزارش کرتا ہوں کہ 2010 میں جب جنوبی پنجاب میں سیلاب آیا تو اس کے لئے ہماری حکومت نے 20 ہزار روپیہ فی بھینس کاشتکاروں کے لئے رکھا جبکہ عملی طور پر وہ 20 ہزار روپیہ ہمارے غریب کاشتکار جن کا نقصان ہوا اُن کی بجائے ڈیپارٹمنٹ کے اربابِ اختیار کی جیبوں میں چلا گیا۔ 2010 میں جنوبی پنجاب میں جب سیلاب آیا تو جسٹس منصور علی شاہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا گیا جس کی رُو سے ایک سیکرٹری اریگیشن کو قصوروار ٹھہرایا گیا لیکن ہماری حکومت بجائے اُس پر action لیتی اُس کو توانائی بورڈ کا چیئرمین بنا دیا گیا۔ میری گزارش ہے کہ یہ بہت اہم ڈیپارٹمنٹ ہے، ہمارا پورا پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور ہمارا اریگیشن ایک supporting department ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری زراعت کی زندگی پانی پر منحصر ہے لہذا اس میں فی الفور اصلاحات لائی جائیں۔ اس وقت ہمارے لوگوں کو 1922 کی وارابندی کے تحت پانی دیا جا رہا ہے جس وقت کچھ زمینیں آباد تھیں اور کچھ غیر آباد تھیں۔ اب الحمدُللہ اِس وقت ہمارا جنوبی پنجاب ایک آباد علاقہ ہے لہذا میری گزارش ہے کہ 1922 کی وارابندی ختم کر کے حقیقت پر مبنی کاشتکاروں کی ضرورت کے مطابق ہمیں وارابندی دینی چاہئے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف پانی چوری کی روک تھام ہو گی بلکہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی بہتر ہو گی جیسے ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے کاشتکار احتجاج کر رہے ہوتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے 1922 والی وارابندی کے حوالے سے جو بات کی ہے اس کو note فرمائیں۔ جی، کھچی صاحب!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم زمینداروں کو منصفانہ بنیادوں پر پانی دیا جائے اور یہاں پر کافی بات ہو رہی ہے کہ زمیندار اور کاشتکار موگے توڑتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ بھی ڈیپارٹمنٹ ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہر سال remodeling کے نام پر کاشتکاروں کے موگوں کو چھوٹا کرتے ہیں اُس کے بعد زمینداروں اور

کاشتکاروں سے پیسا لے کر انہی موگوں کو کھلا کر دیتے ہیں۔ یہ practice ہمارے علاقوں میں عام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی میرے محترم ممبران اسمبلی یہاں موجود ہیں اور زمیندار ہیں وہ اس practice سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ہمیں، ہمارے کاشتکاروں کو بیوروکریسی کے اس چُنگل سے نکالا جائے اور ایک منصفانہ نظام قائم کیا جائے جس سے ہمارے کاشتکاروں کو انصاف کی بنیاد پر پانی ملے۔ اگر یہ معاملات ٹھیک کر لئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پانی چوری کی روک تھام میں خاطر خواہ مدد ملے گی۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ جسٹس منصور علی شاہ کمیشن کی رپورٹ کو ایوان کے سامنے ضرور پیش کیا جائے اور اس میں جو کردار ملوث ہیں انہیں بے نقاب کیا جائے۔ مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، next

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس حوالے سے مختصر بات کروں گی اور میرے پاس اریگیشن کے حوالے سے دو تجاویز ہیں۔ میں چاہوں گی کہ منسٹر صاحب ان پر کچھ نہ کچھ عملدرآمد کروائیں کیونکہ ہمارے لاہور جیسے بڑے شہر میں موجود نہر کی وجہ سے بڑا مسئلہ ہے جبکہ یہ نہر بہت ساری جگہ سے کچی ہے۔ جب حکومت بجٹ میں ایک allocation کرتی ہے کہ کھالوں اور نہروں کو پختہ کیا جائے گا تو میری گزارش ہے کہ جب نہریں اور کھالے پختہ کئے جا رہے ہیں تو پھر لاہور میں موجود اتنی بڑی نہر جو کہ ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے، اس کے اندر کوتاہی کیوں کی گئی؟ اس کوتاہی کو دور کیا جائے اور فوری طور پر اس نہر کو پختہ کریں۔ اس نہر کے اندر گٹروں کا گندا پانی اور فیکٹریوں کا گندا مواد شامل ہو رہا ہے جو کہ ہم سب کے لئے قابل تشویش ہے کیونکہ نہر کے اندر گرمیوں کے موسم میں بچے نہاتے ہیں جبکہ نہر کا پانی بہت سارے لوگ استعمال بھی کرتے ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس حوالے سے فوری طور پر کچھ نہ کچھ عملدرآمد کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جب ہم بجلی کی بچت اور پانی کی بچت کی بات کرتے ہیں جو کہ وقت کی ضرورت ہے اور یقیناً اس اہمیت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوگا۔ آج وقت کا تقاضا ہے کہ حکومت سنجیدگی کے ساتھ پورے پنجاب کے اندر Drip Irrigation System کو فوری طور پر نافذ کرے کیونکہ یہی وقت کی ضرورت ہے اور یہی وقت کی پہچان ہے کہ یہ وقت کی demand ہے کہ آپ فوری طور پر اس سسٹم کو لاگو کریں تاکہ پانی کی بچت بھی ہو اور بجلی کی بھی بچت ہو۔ پانی کا اریگیشن سے تعلق ہے اور زمیندار کو اس کی ضرورت ہے لیکن وہ پانی جو موگہ جات کے ذریعے ہفتے کے بعد انہیں ملتا ہے تو اس کے سسٹم کو ٹھیک کیا جائے تاکہ سسٹم بہتر ہو جائے بجائے اس کے کہ یہ معاملہ لٹکتا جا رہا ہے

اور ہمیں اس میں کبھی بھی بہتری نظر نہیں آئی۔ ہم ہمیشہ ان issues کو اسمبلی کے floor پر discuss کرتے ہیں لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ discussion کے باوجود اور تقاضا کرنے کے باوجود کبھی بھی چیزیں بہتر نہیں ہوئیں اور محکمہ جات کی کارکردگی بہتر نہیں ہو رہی۔ یہ ساری چیزیں آپ کے اور ہمارے لئے تشویش کا باعث ہیں۔ ہمیں اس پر غور کرنا ہوگا کہ ہم جس سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے اس معزز ایوان میں آکر بیٹھے ہیں۔ جو جدوجہد ہم کر رہے ہیں وہ عوام کے لئے ریلیف کی ہے۔ اگر ہم اپنی تجاویز کے ذریعے عوام کو ریلیف نہیں دے سکتے تو یہ ہماری بہت بڑی ناکامی ہوگی اور میرا خیال ہے کہ حکومت کی نہیں بلکہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر نمائندے کی ناکامی ہوگی جس کا تعلق زراعت سے ہے اور جس کا تعلق اریگیشن سے ہے کیونکہ یہ وہاں کے لوگوں کا تقاضا ہے اور وہاں کے لوگوں کی ضرورت ہے جسے ہم سب کو مل کر پورا کرنا چاہئے اور قابل عمل بنانا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ ایک بجے ہم نے گلوٹین apply کر دینی ہے۔ کوئی مزید مقرر ہے یا آگے چلیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، آگے چلیں۔

جناب سپیکر: thank you جی، منسٹر صاحب! آپ نے oppose کیا تھا تو آپ جواب دیں کہ ان کی تحریک کا کیا کیا جائے؟ آپ پہلے ان کی باتوں کا جواب دیں جو انہوں نے کی ہیں۔ جتنا آپ کہہ سکتے ہیں وہ بات کریں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! پنجاب میں دنیا کا سب سے بڑا Irrigation System اس وقت کام کر رہا ہے جسے Indus Basin System کہتے ہیں۔ ہمارے پاس 13 barrages ہیں 27 بڑی نہریں اور تقریباً تین ہزار سے زائد چھوٹی نہریں موجود ہیں جن کی لمبائی تقریباً 25 ہزار کلو میٹر بنتی ہے۔ اس بڑے سسٹم کو بنے ہوئے ایک طویل عرصہ ہو چکا ہے اور تقریباً یہ ڈیڑھ سو سال سے کام کر رہا ہے۔ اس پرانے سسٹم کی rehabilitation کے لئے وقتاً فوقتاً ہمارے Irrigation Department کو ایک خطیر رقم کی ضرورت پڑتی ہے جو ہم حکومت سے لیتے ہیں اور اس کی rehabilitation کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ سسٹم اتنا بڑا ہے کہ اس پر جتنی بھی رقم خرچ کی جائے وہ کم ہے کیونکہ پاکستان میں زراعت کو فروغ دینے کے لئے Irrigation Department ایک طویل عرصہ سے اپنی کاوشیں اور کوششیں کر رہا ہے۔ اس سسٹم کو maintain رکھنے کے لئے ہمیں یہ فنڈز درکار ہوتے ہیں اور ہم انہیں خرچ بھی کرتے ہیں۔ یہاں پر میرے ایک بھائی نے غیر منصفانہ تقسیم

کی بات کی ہے تو میں انہیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علاقائی بنیادوں پر پانی کی تقسیم نہیں ہوتی بلکہ یہ ششماہی اور سالانہ نہروں کی بنیاد پر تقسیم ہوتی ہے۔ پانی کی یہ تقسیم زمین کی ماہیت کی وجہ سے کی جاتی ہے اور اسی طرح subsoil water کو دیکھتے ہوئے یہ تقسیم کی جاتی ہے۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ سدرن پنجاب، سنٹرل پنجاب یا اپر پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے اور زمینوں کی cropping pattern کی وجہ سے یہ پانی تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی تجویز ان کے پاس زیر غور ہو تو یہ حکومت کو اس سے مستفید فرمائیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر پانی چوری کے معاملات پر بات ہوئی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اپنے تمام subordinate staff کو احکامات جاری کر رہی ہے کہ پانی چوری کو سختی سے ختم کیا جائے۔ اس کے لئے باقاعدہ کمشنروں کو ہدایات جاری کی ہیں کہ آپ اپنے domain کے اندر فوری طور پر پانی کی چوری کو رُکوائیں اس کے لئے کمشنروں نے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ایک S.D.O، اپنے محکمہ کے اسسٹنٹ کمشنر اور پولیس کے ایس ایچ او کی ایک ایک کمیٹی بنادی ہے جو کہ نہروں کی مانیٹرنگ کریں گی اور پانی چوری میں ملوث عناصر کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ اس کے لئے قانون پہلے ہی موجود ہے لیکن وہ ایک کمزور قانون ہے مگر اس کے لئے بھی ہمارے محکمہ میں meetings ہو رہی ہیں اور مختلف تجاویز پر غور ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہتر قانون سازی کرنے کے لئے آئندہ ایوان کے پاس حاضر ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اصل بات جو تھی وہ یہ ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ پانی ایک شخص توڑتا ہے تو اس موگے سے جتنے بھی کسان پانی لگاتے ہیں سب کے خلاف پرچے درج ہو جاتے ہیں۔ آپ خود اس بات کو دیکھیں۔ آپ اسے ذرا اچھے طریقے سے دیکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی تجاویز کی روشنی میں آئندہ پانی چوری کو روکنے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بہتر کارروائی عمل میں لائیں گے۔ دوران سال 2012-13 گرانٹ نمبر 9 کے تحت 10229.670 ملین روپے کا بجٹ محکمہ آبپاشی پنجاب کے لئے منظور کیا گیا۔ بعد ازاں 20338.171 ملین روپے بطور سپلیمنٹری خرچ کئے گئے۔ اس ضمن میں التماس ہے کہ بجٹ کا ایک بڑا حصہ حکومت کی طرف سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے، ڈی اے میں ہونے والے اضافہ کی وجہ سے خرچ ہوا۔ اس کے علاوہ دوران سروس فوت ہو جانے والے سرکاری ملازمین کے خاندانوں کی مالی معاونت کی مد میں جن کی تعداد کا پہلے سے اندازہ لگانا ممکن

نہ ہے خرچ کیا گیا ہے۔ ریٹائرڈ ملازمین کی leave encashment کی مد میں اضافی اخراجات کئے گئے جو کہ ناگزیر تھے۔ پنجاب کا نہری نظام تقریباً ڈیڑھ سو سال پرانا ہے اور اس کے دفاتر، رہائش گاہوں اور ریسٹ ہاؤسز کا اپنا وسیع ڈھانچہ ہے جسے خاص طور پر بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ اس قدیم ڈھانچے کی بقاء کے لئے مرمت اور دیکھ بھال بہت ضروری ہے جس کے لئے اس فنڈ کا استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تمام باتیں ہمارے سامنے آ گئی ہیں، اب آپ یہ بتائیں کہ اس تحریک کو کیا کیا جائے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ ایک روپیہ کر دیا جائے، اب آپ بتائیں کہ کیا کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اس وضاحت کے بعد میری التماس ہے کہ کٹوتی کی تحریک مسترد کر کے نامنظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"2-ارب 33 کروڑ 81 لاکھ 71 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 5 "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2-ارب 33 کروڑ 81 لاکھ 71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30-جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! "ناں" والوں کی آواز زیادہ تھی لہذا اسے نامنظور کیا جائے۔ یہ بولے نہیں تھے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، کوئی آہستہ بولتا ہے اور کوئی اونچی آواز سے بولتا ہے لیکن بولتے سارے ہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ پھر ناانصافی ہو گی۔

جناب سپیکر: پھر میں ان کو اور آپ کو کھڑا کر کے گنتی کروا دیتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اس کی ووٹنگ کروالیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس میں ٹائم لگے گا۔ بس ٹھیک ہے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اگلا مطالبہ زر نمبر 23 غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت کے بارے میں ہے۔ وزیر خزانہ اسے پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 23

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 23 کی کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے آئی ہے: میاں محمودالرشید، جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خاں، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شنیلا رُوت، جناب وحید اصغر

ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الٰہی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

جی، اسے کون پیش کرے گا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 23 "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 23 "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: اس کو oppose کر دیا گیا۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو مطالبہ زر ہے اصل میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جتنے بھی مطالبات زر سپلیمنٹری بجٹ میں آئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سارے financial system کی بہت ہی gross mismanagement ہے اور particularly یہ جو غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت والا مسئلہ ہے، یہ سارا نظام جس میں governors، وزراء، اسمبلی، حکومت اور government functionaries ہیں۔ یہ ساری کی ساری اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ ایک تو سسٹم ٹھیک طریقے سے regulate ہو اور دوسرے نمبر پر ہمارے پسے ہوئے طبقے جن میں غریب وغرباء شامل ہیں ان کے لئے کوئی آسانی پیدا کی جاسکے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ یہ ہمارا سارا سسٹم اس طرح کا بن گیا ہے کہ ultimately loser جو نقصان میں ہوتا ہے اور پریشانی کی زد میں آتا ہے وہ غریب آدمی ہی ہے۔ ابھی چینی کے حوالے سے ہی بات ہو رہی تھی تو یہ میرے ہاتھ میں آج کا ایک daily national ہے اس میں National Bureau of Statistics جو کہ حکومت کا ہی ایک اپنا ادارہ ہے اس کی

اس میں یہ خبر لگی ہوئی ہے کہ آٹا، چینی، گھی، ٹماٹر اور گوشت سمیت ایک ہفتہ کے اندر بیس اشیاء کی قیمت بڑھ گئی اور اس میں اضافہ ہوا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا خطہ پاکستان میں رب تعالیٰ نے الحمد للہ موسم میں بڑی variety دی ہے اور ہماری زمین بڑی زرخیز ہے جو چیزیں بھی اس میں پیدا ہوتی ہیں یہ رب تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اسی کی دی ہوئی توفیق کے نتیجے کے اندر انسان جو محنت کرتا ہے رب تعالیٰ اس میں برکت ڈالتا ہے اور ہماری چیزوں کی کوالٹی کے حوالے سے پوری دنیا کے اندر کوئی match نہیں ہوتا۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی چیزیں پیدا ہوتی ہیں لیکن ان کی کوالٹی، غذائیت اور taste کے حوالے سے ہمارے ملک میں غلہ، فروٹ اور دوسری اشیاء جو زرعی شعبہ کے ذریعے پیدا ہوتی ہیں کسی دوسرے ملک کی چیزیں اس میں compete نہیں کرتیں۔

جناب سپیکر! میں آج سے دس پندرہ سال پہلے کی بات عرض کروں گا کہ یہ باسمتی چاول جو گوجرانوالہ اور اس کے قُرب و جوار کے علاقے میں پیدا ہوتا ہے۔ سپین ملک میں چاول بہت کھایا جاتا ہے اور وہ یہاں سے چاول import کرتے ہیں۔ انہوں نے حکومت کی اجازت سے یہاں سے مٹی کے کئی containers لے کر گئے اور انہوں نے وہاں پر اسی مٹی کو بکھیر کر یہی باسمتی چاول ڈالا۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ wind up کریں۔ کسی اور صاحب نے بھی بولنا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ انہوں نے grow کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں غذائیت والی چیز پیدا نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، اب بس کریں۔ ایک بجے کے بعد guillotine apply ہو جانا ہے۔ دیکھیں! اس میں آپ کا نقصان ہو گا۔ میاں صاحب! یہ آپ کا نقصان ہو گا مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دو منٹ صرف چینی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بے شک کرتے جائیں لیکن ایک بجے guillotine apply ہو جانا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو چینی کی تجارت کا معاملہ ہے اس کا سارے کا سارا بوجھ غریب عوام پر پڑتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلسل ہر سال یہ کارخانے والے چینی بنا لیتے ہیں، یہ چینی کو store کر لیتے ہیں اور اپنی مرضی سے اس کی قیمتیں مقرر کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: فوڈ منسٹر صاحب! ان کے points note فرمائیں۔ ان کا جواب بھی دینا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ چینی بنانے والے سارے کارخانے کس کے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، جس کے بھی ہیں۔ کارخانے آپ کے ملک کے ہیں۔ محترم! اب آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ کے تین ممبران ابھی باقی ہیں میں ان کو کیسے adjust کروں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان پر check and balance کا مضبوط طریقہ اپنائیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مضبوط طریقہ اپنائیں گے۔ جی، محترمہ! ذرا آپ بھی جلدی wind up کرنا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہمیشہ آپ کی عزت کرتی رہی ہوں، آپ Custodian of this House ہیں اور میں ہمیشہ عزت کرتی رہی ہوں۔ آج بھی میں نے آپ کی وجہ سے ان کو تحریک move کرنے کی اجازت دی ورنہ یہ مجھ سے تحریک کی moving نہیں لے سکتے تھے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے کہا کہ وقت تھوڑا ہے میں نے صرف اس میں کچھ points دیکھے ہیں وہ میں آپ کی اسمبلی کے ریکارڈ میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں پر سب سے بڑا مسئلہ باردانہ کا ہے۔ آپ دیکھیں کہ جب باردانہ کا process ہوتا ہے اور باردانہ خریدنے میں سب سے زیادہ تکلیف کاشتکار کو ہوتی ہے پھر مجبوراً کاشتکار پورا پورا دن انتظار کرنے کے بعد اپنی جگہ ایک مڈل مین کو کھڑا کرتا ہے، کاغذات رکھواتا ہے پھر باردانہ ملتا ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ فائدہ کس کا ہوا؟ ہمیشہ مڈل مین کا ہوا۔ محکمہ خوراک سرکاری قیمت پر کسانوں سے گندم خریدنے میں ہمیشہ ناکام رہا ہے اور مڈل مین کو ہمیشہ فائدہ ہوا ہے۔ دوسرا محکمہ خوراک کی ناقص حکمت عملی اور منصوبہ بندی کے باعث 30۔جون 2013 تک، یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! 12 بج کر 55 منٹ پر floor وزیر صاحب کو دینا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جیسے آپ کا حکم ہو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی جلدی سے wind up کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ اپنا figure پورا کر دوں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ محکمہ فوڈ 30۔جون 2013 تک 100۔ارب کا مقروض ہے اور سالانہ 11۔ارب سود ادا کرتا ہے یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔ 13-2012 کے بجٹ میں محکمہ فوڈ کے لئے 36۔ارب روپے رکھے گئے، 34۔ارب استعمال ہو چکے ہیں اور محکمے کے پاس رقم خرچ کرنے کی

صلاحیت ہی نہیں ہے۔ اسے اتنا بڑا بجٹ کیوں دیا جاتا ہے؟ محکمہ خوراک صرف گندم کیوں خریدتا ہے، چاول کی خریداری کیوں نہیں کرتا اور کون سا ایسا محکمہ ہے جو اس کو چاول کی خریداری نہیں کرنے دیتا؟

جناب سپیکر: اب آپ بس کریں۔ آپ چاہتے ہیں کہ کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بڑی مہربانی۔ جیتے رہو اللہ خوش رکھے۔ شاباش بڑی مہربانی۔ جی، فوڈ منسٹر صاحب! آپ پانچ منٹ کے اندر اس کو wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پانچ منٹ یا سات منٹ، میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ یہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی تحریک consensus کے ساتھ پاس ہو جائے گی کیونکہ اگر اس کو غور سے پڑھیں تو ہم نے اس ایوان سے million 10.8 کی approval مانگی ہے۔ اگر ذرا اس کو چیک کر لیا جاتا کہ ہم نے وہ کس head میں مانگی ہے تو میرا خیال ہے یہ پانچ منٹ بھی زیادہ ہیں۔ حکومت جو اپنی پالیسیاں employees کی salaries کو increase کرنے لئے announce کرتی ہے۔ اگر خدانخواستہ ہمارے employees کی سروس کے دوران death ہو جاتی ہے تو ان کی بیوگان کی financial assistance کے لئے ہم نے یہ پیسے مانگے ہیں اور یہ سارے کے سارے پیسے اسی مد میں مانگے ہیں۔ خواہ میرے معزز ممبران ساتھی جو اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں یا حکومت کی side پر بیٹھے ہیں یہ دونوں کا consensus ہے کہ ہم نے ان کو facilitate کرنا ہے اور ان کی salaries کو increase کرنا ہے۔ اس میں تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ہم نے کون سی ایسی ڈیمانڈ کی ہے جس پر یہ آگ بگولہ ہو رہے ہیں اور یہاں پر میری ایک معزز ساتھی فرما رہی تھیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ اس کو مسترد کر دیا جائے، کیا کیا جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ یہ ہماری عوام کی بہتری کے لئے ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ نے اس میں کوئی expenditures نہیں کرنے ہوتے۔ آپ تھوڑا سا study کر لیں کہ یہ ساری کی ساری سبسڈی ہوتی ہے جو حکومت عوام کو facilitate کرنے اور کاشتکار کو رعایت دینے کے لئے کرتی ہے۔ اس میں کوئی expenditures نہیں ہوتے جو ہم نے الگ سے کرنے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگر ان کو آپ کی بات پسند آئی ہوتی تو وہ oppose کیوں کرتے بات صرف اتنی سی ہے۔ آپ بتائیں کیا کرنا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میری اس معزز ایوان سے یہ گزارش ہے کہ اس کو پاس کیا جائے تاکہ ہم عوام کو ریلیف دے سکیں کیونکہ رمضان شریف کی آمد ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کٹوتی کی تحریک کو پاس کر دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، جو تحریک انہوں نے پیش کی ہے وہ اپنی تحریک کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ اس کا ٹائم extend کر لیں۔ ہم جتنے بھی منسٹرز ہیں اپنے دل و جان سے ان کی help کرتے ہیں۔ میری تو یہ خواہش ہے کہ اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کریں۔ اگر یہ اس 10.8 ملین پر debate کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ debate بعد میں چلے گی۔ اب debate کا ٹائم نہیں ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کریں۔

جناب سپیکر: جی، اب سوال یہ ہے کہ:

"10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 23 "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نہ منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اگلا مطالبہ زر نمبر 6 جیل خانہ جات اور سزا یافتگان کی بستیاں کے بارے میں ہے۔ جی، وزیر خزانہ پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 6

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 87 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 87 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جی، مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی ہے: میاں محمود الرشید، جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الٰہی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین

خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر! جی، کون پیش کرے گا؟

MR MUHAMMAD SIBTAIN KHAN: Sir! I move:

> "That the total of Rs. 58,748,000/- on account of Demand No. 6 "Jails and Convict Settlements" be reduced to Rs.1/-"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "5کروڑ87لاکھ48ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر"جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR PRISONS (Mr. Abdul Waheed Ch): Mr. Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، اب آپ کے پاس صرف تین منٹ ہیں پھر 2منٹ منسٹر صاحب کے لئے ہوں گے۔ اس کے بعد guillotine apply ہو جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کے لئے ٹائم بڑھا دیں۔

MR SPEAKER: I am sorry for that.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے، پھر ہم چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں ٹائم نہیں بڑھے گا، آپ کی بڑی مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

میں نے کل بھی جب اجلاس ختم ہونے لگا تھا اس سے پہلے آپ سے گزارش کی تھی کہ ایک بجے guillotine apply ہو جائے گی۔ جی، سبطین صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ میں جو جیل خانہ جات کے لئے رقم رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس رقم کی صحیح utilization نہیں ہو رہی۔ پہلے انہوں نے بجٹ میں تقریباً سوا پانچ ارب روپیہ رکھا اس کے بعد ضمنی بجٹ میں پیسہ رکھا لیکن جو ground reality ہے، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس رقم سے جیل میں کیا اصلاح ہوئی؟ بجٹ میں جس محکمہ کے لئے رقم رکھی جاتی ہے وہ اس محکمہ کی اصلاح کے لئے رکھی جاتی ہے نہ کہ اس محکمہ کو مزید deteriorate کرنے کے لئے رکھی جاتی ہے۔ ہماری دو مختلف societies ہیں، ایک وہ لوگ ہیں جو جیلوں سے باہر ایک civilized society

میں رہ رہے ہیں اور ایک علیحدہ پوری دُنیا جیلوں میں آباد ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ یہ جو ضمنی بجٹ ہوتا ہے جس وقت آپ خرچ کر رہے ہوتے ہیں، دوستوں نے اس point پر کافی بات کر لی ہے لہذا میں اس کو repeat نہیں کرنا چاہتا۔ جیل خانہ جات کے حوالے سے سب سے بڑی اور حالیہ مثال، پچھلے دِنوں جب ہمارے وزیر جیل خانہ جات نے جیل کا وزٹ کیا تھا اور جو حسنِ سلوک منسٹر صاحب کے ساتھ ہوا اور اس کے بعد ہمارے میڈیا کے بھائی جو جیلوں کی اصلاح کے لئے کام کر رہے ہیں ان کو بھی بُری طرح مارا پیٹا گیا تو وہ جیل خانہ جات کے حوالے سے ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اب گزارش ہے کہ یہ جو اتنا بڑا فنڈ رکھا گیا ہے چاہئے تو یہ کہ اس کو جیلوں میں criminals کو سُدھارنے کے لئے رکھا جائے نہ کہ جو چھوٹے مجرم جیلوں میں جاتے ہیں وہ بڑے ڈاکو بن کر باہر نکلیں، جب وہ ڈاکو بن کر باہر نکلیں گے تو سول سوسائٹی محفوظ نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر! آپ کی توجہ ہماری طرف بالکل نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے کہ جیلوں میں علیحدہ علیحدہ cells قائم ہونے چاہئیں کہ پہلی دفعہ کون criminal آ رہا ہے اور جب وہ باہر نکلتا ہے تو کیا وہ مہذب شہری بن کر رہ رہا ہے یا اس سے بڑا ڈکیت بن کر دوبارہ جیل میں آ رہا ہے؟ ہمارے پاس ان کا کوئی ریکارڈ نہیں ہوتا اور جو پہلی دفعہ جیل جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، میری مجبوری ہے۔ جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں معزز اپوزیشن ممبران سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو فنڈ مانگا گیا ہے یہ جیل کی سکیورٹی کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے مانگا گیا ہے لہذا اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"5 کروڑ 87 لاکھ 48 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 6۔ "جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 5کروڑ87لاکھ48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، اب Guillotine کا وقت ہو گیا ہے۔ قاعدہ نمبر (4)144 کے تحت Guillotine کا اطلاق، جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ ضمنی مطالبات زر پر cut motions کے ذریعے کارروائی ایک بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر اور کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت Guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہِ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم قاعدہ (4)144 کے تحت Guillotine کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! آپ اب ذبح کر رہے ہیں، میاں محمودالرشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نہ بولیں مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ ہے جس میں ہم نے بحث میں بھی بڑا ناگواری سے حصہ لیا اور میرے تمام اپوزیشن کے دوست، ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ یہ ظلم عظیم ہے۔ جس طرح اس ضمنی بجٹ کے اندر، شاہانہ، غیر ذمہ دارانہ انداز سے اس بجٹ کو پاس کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے ہم کم از کم اس ظلم اور ناانصافی کا حصہ نہیں بن سکتے اور آپ کے لئے بھی آسانی ہو گی کہ آپ بجٹ جلدی سے پاس کروالیں۔ ہم سب واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایسا نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب والا! یہ روایت آئندہ نہیں ہونی چاہئے کہ ایک کھرب روپے کی رقم جس کو ضمنی بجٹ کہہ کر، اللّے تللّے اور غیر ذمہ دارانہ اخراجات ہیں جو پہلے کئے جا چکے ہیں

اور آج پنجاب اسمبلی سے آپ انگوٹھا لگوانا چاہتے ہیں۔ ہم اس کا حصہ نہیں بنیں گے تاکہ آئندہ یہ روایت نہ دُہرائی جاسکے۔

جناب سپیکر: آپ نے مکمل طور پر ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ بھی لیا ہے، اپنی تجاویز بھی دی ہیں، ہم نے آپ کی تجاویز بھی سنی ہیں۔ اب آپ واک آؤٹ کر رہے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ ایسا نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! ہم اس کی approval میں حصہ نہیں لیں گے۔

جناب سپیکر: اب آپ ایسا نہ کریں، اچھی بات نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

میں چودھری شفیق صاحب اور خلیل طاہر سندھو صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ دونوں وزراء حضرات اپنی اپوزیشن کو منا کر لائیں۔ ویسے تو میرے خیال میں ان کو جرأت کرنی چاہئے تھی، ان کو بیٹھنا چاہئے تھا، سننا چاہئے تھا اور اس میں حصہ لینا چاہئے تھا۔ اب میری یہ گزارش ہے اور بہتر بات یہ ہے کہ ان کو منا لیا جائے۔

مطالبہ زر نمبر1

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! اپوزیشن کو منانے کے لئے ایک خاتون کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو ان کے پیچھے جانے کے لئے کوئی روکتا تھا؟ آپ بھی تھوڑا سا وقت اس کام کے لئے نکال لیں۔

مطالبہ زر نمبر2

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو52لاکھ 32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! چودھری شفیق صاحب اور میں اپوزیشن کو منانے کے لئے گئے تھے لیکن اپوزیشن کا اپنا ایک ایجنڈا ہے وہ یہاں سے سیدھے ہی بھاگے ہیں اور میڈیا کے پاس چلے گئے ہیں۔ جوں ہی وہ واپس آتے ہیں ہم دوبارہ ان کے پاس جائیں گے اور ان کو منا کر لائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ان کو منا کر لانا اچھی بات ہے۔ آپ کی مہربانی۔

مطالبہ زر نمبر3

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو12کروڑ94لاکھ 87ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب والا! اپوزیشن کو منانا چاہئے اور ایک لیڈی ممبر کو بھی ساتھ لے کر جائیں۔

جناب سپیکر: میں زبردستی تو اپوزیشن کے دوستوں کو نہیں لا سکتا، میں نے تو دو وزراء صاحبان کو بھی بھیجا ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ یہاں کی بجائے کہیں اور چلے گئے ہیں۔ ہمیں یہ ایوان سونا، سونا لگ رہا ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے لئے کوئی طریق کار وضع کریں تاکہ ان کو اس ایوان میں واپس لایا جائے۔

مطالبہ زر نمبر4

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 15 کروڑ 63 لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر7

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 3- ارب 44 کروڑ 70 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زرنمبر8

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 17 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر9

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو9۔ارب95کروڑ12لاکھ43ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر10

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب86کروڑ52لاکھ19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر11

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو43کروڑ87لاکھ71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 6 کروڑ 3 لاکھ 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اذانِ ظہر)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 34 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب!آپ ذرا جلدی واپس ایوان میں تشریف لائیں گے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 29 کروڑ 34 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر16

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو8کروڑ36لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو35کروڑ21لاکھ21ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر18

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب92کروڑ98لاکھ14ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر19

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو3۔ارب59 کروڑ14 لاکھ66 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر20

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک ضمنی رقم جو8۔ارب67 کروڑ31 لاکھ90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر21

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک ضمنی رقم جوایک کروڑ 86 لاکھ29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر22

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9۔ارب 58کروڑ 19لاکھ 80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:اب تو آجاؤیار بڑی دیر ہو گئی ہے۔(معزز ممبران حزب اختلاف کے لئے)

مطالبہ زر نمبر25

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر26

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر27

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر28

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر29

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان! آپ بھی ذرا ان کی آواز میں اپنی آواز ملا دیا کریں۔

مطالبہ زر نمبر30

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر31

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر32

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر33

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر34

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر35

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹوروں اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر36

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر37

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر38

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی وتحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر39

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر40

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر41

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر42

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 2012-13 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-Ur- Rahman): Mr Speaker! I lay the Supplementary Schedule of Authorized Expenditures for the year 2012-13.

MR. SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorized Expenditures for the year 2012-13, has been laid.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس بجٹ کی approval پر سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تمام منسٹرز صاحبان اور especially وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تمام معزز ممبرانِ اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ قائدِ حزبِ اختلاف اور معزز ممبرانِ حزبِ اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس طرح وہ budget debate میں شامل رہے اور اس بجٹ کو پاس کرنے میں جس طرح انہوں نے اپنی کاوشیں کیں تو میں سب کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں محکمہ خزانہ، محکمہ پی اینڈ ڈی، سیکرٹری اسمبلی اور اسمبلی کے تمام ملازمین کا بھی بہت مشکور ہوں۔ میں اپنے صحافی بھائیوں اور بہنوں کا بھی بہت مشکور ہوں کہ جس طرح انہوں نے اس بجٹ کی coverage کرکے تمام کارروائی کو عوام تک پہنچایا۔

جناب سپیکر! ایک tradition ہے کہ جو لوگ بجٹ اجلاس کے دوران کام کرتے ہیں تو پنجاب اسمبلی کے تمام ملازمین جنہوں نے بجٹ اجلاس میں ان تھک محنت کی جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے اسمبلی ملازمین کے لئے بطور اعزازیہ ایک ماہ کی اضافی تنخواہ کا اعلان کرتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر! معزز ممبران حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کے لئے اسمبلی کیفے ٹیریا میں کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور آپ خصوصی طور اس کھانے پر تشریف لائیں۔ میں اپنے صحافی بھائیوں اور بہنوں سے بھی request کروں گا کہ وہ بھی کھانے میں تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر: اگر معزز ممبران حزبِ اختلاف کھانے میں نہ آئے تو جانبدار ہو جائے گا تو پھر میں کیا کروں گا؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم اُنہیں دوبارہ request کرتے ہیں۔ میں خود اُن کے چیمبر میں چلا جاتا ہوں اور اُن سے request کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اُنہیں ذرا چیک کریں اگر وہ ہیں تو پھر اُن کو میرے پاس ہی لے آئیں تو پھر میں اور وہ اکٹھے آ جائیں گے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں کوشش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ تمام لوگوں کے تعاون کا بہت شکریہ۔ اب میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بجٹ اجلاس میں حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار نے بھی بڑے اچھے انداز میں حصہ لیا تو اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(17)/2013/901. Dated. 29th June 2013. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Makhdum Syed Ahmed Mahmud,** Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. June 29, 2013 (Saturday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 29th June, 2013

MAKHDUM SYED AHMED MAHMUD
GOVERNOR OF THE PUNJAB"